هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۱۶/ اپریل ۱۹۹۹ء شمارہ ۱۶
۲۹/ ذوالحجہ ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۱۶/ شہادت ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا نے اپنی اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان کر دیا ہے

سو شکر کرو کہ آسمان پر نور پھیلانے کے لئے تیاریاں ہیں

"اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتداء سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دور دور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی اِن دنوں میں ہوگا۔ کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائے گی یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی زمین پر ہر ایک سامان کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کرے گی۔ اور مسیح کا منارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے دراصل اس کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دنیا میں پھیلے گی جیسے اونچے مینار پر سے آواز اور روشنی دور تک جاتی ہے۔ اس لئے ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ اور سہولت سفر مسیح کے زمانہ کی ایک خاص علامت ہے جس کو اکثر نبیوں نے ذکر کیا ہے۔ اور قرآن بھی کہتا ہے وَ اِذَا العِشَارُ عُطِّلَت (التکویر:۵) یعنی عام دعوت کا زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے وہ ہے جب کہ اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ یعنی کوئی ایسی نئی سواری پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ اور حدیث میں بھی ہے کہ یترك القلاص فلا یسعیٰ علیھا۔ یعنی اس زمانہ میں اونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ اور یہ علامت کسی اور نبی کے زمانہ کو نہیں دی گئی۔

سو شکر کرو کہ آسمان پر نور پھیلانے کے لئے تیاریاں ہیں۔ زمین میں زمینی برکات کا ایک جوش ہے یعنی سفر اور حضر میں اور ہر ایک بات میں وہ آرام تم دیکھ رہے ہو جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے۔ گویا دنیا نئی ہو گئی۔ بے بہار کے میوے ایک ہی وقت میں مل سکتے ہیں۔ چھ مہینے کا سفر چند روز میں ہو سکتا ہے۔ ہزاروں کوسوں کی خبریں ایک ساعت میں آ سکتی ہیں۔ ہر ایک کام کی سہولت کے لئے مشینیں اور کلیں موجود ہیں۔ اگر چاہو تو ریل میں یوں سفر کر سکتے ہو جیسے گھر کے ایک بستان سرائے میں۔ پس کیا زمین پر ایک انقلاب نہیں آیا؟ پس جبکہ زمین پر ایک اعجوبہ نما انقلاب پیدا ہو گیا اس لئے خدائے قادر چاہتا ہے کہ آسمان میں بھی ایک اعجوبہ نما انقلاب پیدا ہو جائے اور یہ دونوں مسیح کے زمانہ کی نشانیاں ہیں"۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد ۱۷ مطبوعہ لندن۔ صفحہ ۱۵ تا ۱۷)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۷/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور کے ساتھ بچوں کی کلاس کا پروگرام ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کیا گیا۔ ایک بچی نے زبانی سورۃ اللیل کی تلاوت کی اور ترجمہ سنایا۔ جس کے بعد ایک نظم سنائی گئی۔ اس کے بعد لڑکوں اور لڑکیوں کی دو ٹیموں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قرآن مجید میں بیان کی گئی مختلف مواقع کی دعائیں سنائیں اور ان کی تشریح بھی کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات زندگی پر ایک مضمون بھی پڑھا گیا۔ آخر میں ایک بچی جس نے جلسہ قادیان میں شمولیت کے لئے سفر کے دوران میں مکہ معظمہ میں عمرہ کرنے کی سعادت پائی تھی اور مختصر طور پر اپنے تجربات بیان کئے۔ وقت کی کمی کی وجہ سے پروگرام کا کچھ حصہ اگلی کلاس تک ملتوی کر دیا گیا۔

اتوار، ۲۸/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج برطانیہ میں عیدالاضحیہ تھی۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے بیت الفتوح مورڈن۔ لندن میں نماز عید پڑھائی اور خطبہ عید ارشاد فرمایا۔ آج ملاقات کے مقررہ وقت پر پاکستان سے آمدہ بچوں کی عید ملن پارٹی کا رنگارنگ پروگرام پیش کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد تقاریر ہوئیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے سوانح سنائے گئے۔ ۲ ٹیموں میں کشتی کا مقابلہ ہوا اور آخری میں عیدالاضحیہ کی مناسبت سے خطبہ الہامیہ سے عربی عبارت میں اقتباس سنایا گیا۔

سوموار، ۲۹/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۹ جو ۷/ جون ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کی گئی تھی نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی۔

منگل، ۳۰/ مارچ ۱۹۹۹ء :

آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ ۴/ اگست ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ مختصر کارروائی افادۂ قارئین کے لئے درج ذیل ہے :

☆...... غیر احمدیوں کا کہنا ہے کہ دینی اجتماعات کے موقعہ پر احمدیوں کو نماز جمع کرنے کی بہت عادت ہے؟ اس کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ دینی اجتماعات کے مواقع پر آنحضرت ﷺ کی نمازیں جمع کرنے کی سنت تھی۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

بدن کی پاکیزگی کے بغیر دل کی سچی پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی۔ حقیقی توبہ کے لئے ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے

مُحَرَّم کے دردناک ایّام کے تصور سے خصوصیت سے حضرت محمد رسول اللہ اور آپؐ کی آل پر زیادہ توجہ اور دل کی گہرائی اور درد کے ساتھ کثرت سے درود بھیجا کریں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲/ اپریل ۱۹۹۹ء)

لندن (۲/ اپریل) : سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے سورۃ المدثر کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ابھی جو قربانیوں کی عید گزری ہے جس کا تعلق خانہ کعبہ سے ہے اس خانہ کعبہ کو جس کے ارد گرد یہ عید گھومتی ہے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بہت پاک صاف کیا اور آپ کو حکم تھا کہ ہر آنے جانے والے کے لئے اس کو پاکیزہ رکھو۔ اس سے جسم کی پاکیزگی بھی مراد تھی اور روح کی پاکیزگی بھی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خانہ کعبہ جن مقاصد کے لئے بنایا گیا ان کا معراج آنحضرت ﷺ کی ذات میں ظاہر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ سورۃ المدثر کی ان آیات میں جو تعلیم مذکور ہے یہ اسی تعلیم سے تعلق رکھنے والی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے ان آیات کا تشریحی ترجمہ کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ضروری امور کی وضاحت بھی فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ "ثِیَابَکَ" سے ساتھی مراد ہیں یعنی ان پر بھی نظر تلطف کرو اور ان کی تربیت کی خاطر بھی ان پر نظر رکھو۔ اور انہیں بہت پاک کرو۔ چنانچہ آنحضرتؐ

نے اپنی پاک صحبت سے اور پاکیزگی کے مختلف ذرائع اختیار کر کے انہیں پاک کیا۔ حضور نے فرمایا کہ 'وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ' کا مطلب ہے کہ جہاں تک ناپاکی کا تعلق ہے اس سے کلیۃً الگ ہو جا۔ اس کا مطلب ہے کہ صحابہ میں 'رُجْز' نہیں تھا۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ تیرے قریب رہنے والے پاک ہی ہیں لیکن اور بھی پاک کر۔ وہ جتنا تیرے قریب تر ہونگے اتنا پاک سے پاک تر ہوتے چلے جائیں گے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ماہ محرم کے دن شروع ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں آنحضرت ﷺ پر اور آپؐ کی آل پر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر محرم کے دردناک ایام کے تصور سے درود میں زیادہ توجہ اور دل کی گہرائی سے اور دل کے درد کے ساتھ آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیجا کریں۔

حضور ایدہ اللہ نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیات کریمہ کے تعلق میں احادیث نبویہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ طہارت پاکیزگی اور صاف ستھرا رہنا ایمان کا حصہ ہے۔ بدن کی پاکیزگی کے بغیر دل کی سچی پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح حدیث میں ہے کہ اللہ پاک ہے، پاک کو پسند کرتا ہے۔ صاف ہے، صفائی کو پسند کرتا ہے۔ کریم ہے، کرم کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے، سخاوت کو پسند کرتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ جو فرمایا ہے کہ اللہ صاف ہے، صفائی کو پسند کرتا ہے اس کی وضاحت ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ کے ساتھ تو گندگی لگ ہی نہیں سکتی۔ پس اس سے مراد ہے کہ اللہ چونکہ ہر جگہ موجود ہے اس لئے جہاں بظاہر ناپاک چیزیں بھی ہوتی ہیں مگر وہ اللہ کو نہیں چھو سکتیں۔ پس تم بھی ایسی دنیا میں زندگی گزارو گے کہ ارد گرد ناپاکی رہے گی۔ پس تم بھی خدا کی صفات کے تابع اس گندگی سے اپنے آپ کو ملوّث نہ کرو۔

اسی طرح رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ کو صاف کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جبریل جب بھی میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مسواک کی تلقین کی ہے۔ یہاں تک کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ مجھ پر اور میری امت پر فرض قرار دے دی جائے گی۔ حضور ایدہ اللہ نے اس حدیث نبوی کے حوالہ سے بھی احباب کو خصوصیت سے مسواک اور دانتوں کی صفائی کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ اگر مسواک میسر نہ ہو تو دانتوں کے نرم برش لینے چاہئیں۔ حضور نے فرمایا کہ ازدواجی تعلقات بہتر بنانے کے لئے بھی میاں بیوی دونوں کے لئے منہ کو صاف رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرتؐ کا اسوہ اختیار کریں۔ منہ کو بہت پاک و صاف رکھیں۔ منہ سے بدبو آنے کا کوئی دُور کا بھی سامان نہ رہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس تعلق میں معدے کا خیال از بس ضروری ہوتا ہے۔ اگر آپ رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق کھانا کھائیں تو معدے سے بُو نہیں اٹھتی اور نہ معدے کی انتڑیوں میں بُو داخل ہوتی ہے۔ اس لئے اپنے معدے کا ضرور خیال رکھیں ورنہ دانتوں کی مسواک بالکل بیکار جائے گی۔

آنحضرت ﷺ کو آخری علالت میں بھی مسواک کا بہت خیال تھا۔ اس وقت جب روح جسم خاکی کو چھوڑنے والی تھی آپ نے مسواک کے ساتھ اپنے منہ کو بہت اچھی طرح صاف کیا۔ پس وہ جو حضرت محمدؐ رسول اللہ سے محبت رکھتے ہیں وہ کیسے آپ کی اس بات کو بھلا سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اس بات کو سخت ناپسند فرماتے تھے کہ آپ سے کوئی بو آئے یا کسی کو کوئی تکلیف پہنچے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس کے علاوہ بھی بعض احادیث مبارکہ پیش کیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات اس مضمون کے تعلق میں پڑھ کر سنائے۔ آپ نے فرمایا کہ حقیقی توبہ کے لئے ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے الگ ہونا ضروری ہے۔ لوگوں کے اجتماع کے وقت عفونت کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے غسل کرنے، صاف کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے سے سمیّت میں روک ہو گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پاک و صاف ہونے کے لئے آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا بہت ضروری ہے اور جب درود پڑھیں گے تو اپنے منہ کا بھی خیال رکھیں گے اور اپنے بدن کا بھی خیال رکھیں گے۔ منہ صاف اور پاک رہے گا پھر درود کا مزا آئے گا۔ حضور نے فرمایا کہ محرم کے خیال سے خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل پر درود پڑھیں جو محمدؐ رسول اللہ کی طرف منسوب ہونے کے نتیجہ میں ظلموں کا نشانہ بنائی گئی اور بڑے دکھ اٹھائے ہیں انہوں نے مگر پیچھے نہیں ہٹے۔ آپ بھی محرم سے یہی سبق سیکھیں۔ آپ کی راہ بھی دکھوں اور تکلیفوں کی راہ ہے۔ اللہ یہ ظلم کا دور جلد کاٹ دے۔ اللہ ظالموں سے ہمیں نجات بخشے۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کی آل پر درود بھیجنے کے نتیجہ میں یہ بات زیادہ قرین قیاس ہو جائے گی۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ :

۳۱،۳۰/ جولائی و یکم اگست ۱۹۹۹ء

بروز جمعہ ہفتہ اور اتوار

اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے) میں منعقد ہوگا۔

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

(۱)

میرے آقا مرے نبیؐ کریم ☆ بانیٔ پاک باز دینِ قویم
شان تری گمان سے بڑھ کر ☆ حسن و احسان میں نظیرِ عدیم
تیری تعریف اور میں ناچیز ☆ گنگ ہوتی ہے یاں زبانِ کلیم
تیرا رتبہ ہے فہم سے بالا ☆ سرنگوں ہو رہی ہے عقلِ سلیم
مدح تیری ہے زندگی تیری ☆ تیری تعریف ہے تری تعلیم
ساری دنیا کے حق میں رحمت ہے ☆ سب پہ جاری ہے تیرا فیضِ عمیم
بند کر کے نہ آنکھ منہ کھولے ☆ کاش سوچے ذرا عدوّ لئیم
حق نے بندوں پہ رحم فرمایا ☆ اک نمونہ بنا کے دکھلایا

اسوۂ پاک خلق ربانی   منتہائے کمال انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا   صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(۲)

کیا کہیں ہم کہ کیا دیا تو نے ☆ ہر بلا سے چھڑا دیا تو نے
آدمی میں نہ آدمیت تھی ☆ اس کو انساں بنا دیا تو نے
لے کے آب حیات تُو آیا ☆ مر رہے تھے جلا دیا تو نے
سخت گردابِ گمرہی میں تھے ☆ پار ہم کو لگا دیا تو نے
ہو کے اندھے پڑے بھٹکتے تھے ☆ ہم کو بینا بنا دیا تو نے۔
تابہ مقصود جو کہ پہنچائے ☆ وہی رستہ بتا دیا تو نے
روح جس کے لئے تڑپتی تھی ☆ اس کا جلوہ دکھا دیا تو نے
تیرا پایہ تو بس یہی پایا ☆ تیرے پانے سے ہی خدا پایا

مصحفِ دید عکسِ یزدانی   منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا   صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(۳)

بخدا بے عدیل ہے احمد ☆ شانِ ربِّ جلیل ہے احمد
کیوں نہ پھر ہو جمال میں کامل ☆ جب کہ نورِ جمیل ہے احمد
باعث ناز حضرت آدمؑ ☆ عز و فخر خلیل ہے احمد
اس سے بڑھ کر ہزار شان میں ہے ☆ جس نبی کا مثیل ہے احمد
خلق میں آپ ہے مثال اپنی ☆ آپ اپنی دلیل ہے احمد
وجہ تسکین قلب مُضطر ہے ☆ راح روح علیل ہے احمد
"زندگی بخش جام احمد ہے" ☆ چشمۂ سلسبیل ہے احمد
بحر رحمت نے جوش فرمایا ☆ بَن کے ابرِ کرم جو تو آیا

منبع جود و فضلِ رحمانی   منتہائے کمال انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا   صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

(دُرِّ عدن)

خدا کی خاطر جو قناعت کرتے ہیں اللہ ان کو لامتناہی دیتا ہے

بچوں کی تربیت کے لئے قناعت لازم ہے

قناعت کے مختلف معانی اور قرآن مجید و احادیث نبویہ کے حوالہ سے احباب جماعت کو قناعت اختیار کرنے کے متعلق نہایت اہم نصائح

(سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا لجنہ اماء اللہ جرمنی سے خطاب برموقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ جرمنی بتاریخ ۲۲/اگست ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۲/ظہور ہجری شمسی بمقام مئی(Mai)مارکیٹ منہائم)(Mannheim) جرمنی)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمٰن الرحيم . الحمدلله رب العٰلمين الرحمٰن الرحيم مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَالبُدْنَ جَعَلْنٰها لكُمْ مِنْ شَعَآئِرِاللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ. فَاذْكُرُوااسْمَ اللّٰه عَلَيْهَا صَوَآفَّ . فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا القَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾.(سورة الحج :۳۷)

قرآن کریم کی جس آیت کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں اور مضامین کے علاوہ ایک یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے کہ وَ اَطْعِمُوا القَانِعَ وَالْمُعْتَر کہ وہ جو قانع ہے اس کو بھی کھلاؤ اور وہ جو غربت کی وجہ سے پریشان حال ہے اَلْمُعْتَر اس کو بھی کھلاؤ۔

میں نے اس لجنہ کے اجلاس کے لئے قناعت کا مضمون چنا تھا اور کل شام تک تمام علماء جن کو اس مضمون پر آیات اور روایات اکٹھی کرنے کو کہا گیا تھا انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا لئے کہ قانع کا تو صرف ایک ہی جگہ ذکر آتا ہے بلکہ ایک مُقْنِعِی کا لفظ ہے جو اور معنوں میں استعمال ہوا ہے اور سارے قرآن کریم میں قناعت کا ذکر ہی کوئی نہیں اور اسی طرح احادیث میں بھی کوئی ذکر نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ بعض دفعہ علماء کو یہ عادت ہوتی ہے کہ لفظ کی پیروی کرتے ہیں، مضمون کی پیروی نہیں کرتے۔ حالانکہ قرآن کریم قناعت کے مضمون سے بھرا پڑا ہے اور لفظ قناعت کے نیچے نہیں بلکہ دوسری آیات میں جہاں لفظ قناعت استعمال نہیں ہوا لیکن قناعت کا مضمون استعمال ہوا ہے اور یہ آیات بکثرت ملتی ہیں ۔میں نے بھی نمونۃً دو آیات چنی ہیں۔ جو آپ کے سامنے رکھوں گا تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ قناعت ہی کا مضمون ہے لیکن الفاظ دوسرے استعمال ہوئے ہیں۔ پس وہ مضمون جس کے لئے مواد ہی نہیں مل رہا تھا وہ اتنا مواد اکٹھا ہو گیا کہ اب اس کو سمیٹنا مشکل ہے۔ اس لئے اس میں سے بھی میں نے کچھ حصہ چنا ہے اور جو اہم باتیں میں آپ کے سامنے پیش کرنی چاہتا ہوں وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے سامنے آج پیش کر سکوں گا۔

قناعت پر آپ کو کیوں مخاطب کیا جا رہا ہے۔ دراصل اس کا تعلق بھی ایثار سے ہی ہے اور ایثار کا مضمون میں نے کل بیان کر دیا تھا۔ ایثار کے مضمون میں یہ بھی بیان کیا تھا کہ آج کل خدا تعالیٰ کے فضل سے جرمنی میں بہت تبلیغ ہو رہی ہے اور **اس تبلیغ کے لئے لوگوں کو ایثار سے کام لینا پڑتا ہے ۔ لیکن اگر قناعت ساتھ نہ ہو تو ایثار کا حق ادا کرنا مشکل ہے۔**

اور اس کے علاوہ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ جرمنی میں **بچوں کی تربیت کے لئے قناعت لازم ہے** ۔ اور قناعت کا جو مضمون لغت سے ثابت ہوا ہے اور اس مضمون کی آیات بھی ملتی ہیں اور روایات بھی ملتی ہیں اس کے نتیجے میں قناعت کا مضمون آج آپ کے لئے بہت برمحل ہے۔ اور جیسا کہ میں لغت کے استعمال سے ابھی آپ کو دکھاؤں گا۔ لفظ قناعت تو ایسے معنے رکھتا ہے کہ جو بے حد، بہت ہی متفرق جگہوں پر اطلاق پاتے ہیں اور ان کا خصوصی تعلق خواتین سے ہے۔ یہ پہلو قرآن کریم کی آیات پر غور سے سمجھ آتا ہے ورنہ سرسری طور پر اگر آپ لفظ قناعت کو ڈھونڈیں گے تو یہ باتیں نہیں ملیں گی۔

سب سے پہلے میں آپ کے سامنے لغت کے اعتبار سے بتاتا ہوں کہ قناعت کے کیا معنے اہلِ لغت نے بیان کئے ہیں۔ اور جو بہت ہی مستند لغت کی کتابیں ہیں ان میں سے میں نے یہ معنی چنے ہیں۔

قَنِعَ قَنَاعَةً کا ایک مطلب ہے۔ رَضِيَ بِمَا اَعْطٰى۔ جو کچھ دیا گیا اس پر راضی ہو گیا۔

دوسرا معنی ہے يُسَمَّى السَّائِلُ فَاِنَّمَا لِاَنَّه رَضِيَ بِمَا يُعْطٰى۔ اس سائل کو، اس مانگنے والے کو قانع کہتے ہیں جسے جو دیا جائے وہ اس پر راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ان معنوں میں قانع کا ایک اور معنی ابھرتا ہے جو میں اپنے تفصیلی بیان میں آگے بیان کروں گا۔ اس وقت میں صرف عنوانات پڑھ رہا ہوں۔

قَنَعَتِ المَرْاَۃُ۔ عورت نے حجاب پہنا۔ یہ قناعت کا اصل لغوی معنی ہے۔ کیونکہ قناعت کے لفظ میں حجاب شامل ہے۔ مرد کے لئے جب وہ ڈھال پہنے اور ڈھال کے پیچھے چھپے اس کے لئے بھی لفظ قَنَاعَة استعمال ہوتا ہے۔

مفردات راغب میں امام راغب فرماتے ہیں کہ بنیادی معنی ہے ہی یہی۔ اپنے آپ کو ڈھانپ کے رکھنا یہ قناعت ہے۔ کن معنوں میں آپ پر یہ اطلاق پائے گا اس کی تفصیل میں انشاء اللہ بعد میں بیان کروں گا۔

قَنَعَ ، يَقْنَعُ قُنُوعاً : سَأَلَ وَتَذَلَّلَ۔ یعنی اللہ کے حضور یہ لفظ اطلاق پاتا ہے لوگوں کے حضور نہیں۔ کہ سوال کیا خدا سے اور بے حد تذلل اختیار کیا۔ اور جو خدا نے دیا پھر اس پر راضی ہو گئے۔ یعنی دعائیں عمر بھر کیں، رو رو کر کیں لیکن جو نہیں ملا اس پر شکوہ نہیں۔ جو خدا نے دے دیا اس پر راضی ہو گئے۔ اور یہی مضمون آپ کے بچوں پر بھی اطلاق پائے گا جب آپ ان کو سمجھائیں گی اور رہنے کے سلیقے سکھائیں گی۔

قَنَعَتِ الاِبِلُ وَالشاۃُ مَالَتْ لِمَاْوٰهَا وَ اَقْبَلَتْ نَحْوَ اَصْحَابِهَا. اونٹ یا بکری جب اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹتے ہیں تو کہتے ہیں یہ بھی قناعت ہے۔ مثلاً جب آپ کے بچے باہر نکل کر آپ کی طرف لوٹیں گے تو یہ بھی ان کا ایک قناعت کا انداز ہے۔ یعنی باہر سے راضی نہ ہونا اور گھر سے راضی ہو جانا۔

قَنَعَ الجَبَلَ۔ یہ چھٹا معنی بہت ہی عظیم الشان معنی ہے۔ جس کا مطلب ہے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ اور یہاں قناعت میں یہ مطلب نہیں ہے کہ بلندی نہ حاصل کر سکے اور راضی ہو جائے۔ قناعت کا یہ مطلب بنے گا کہ جتنی طاقت، استطاعت ہے اس کو پوری طرح استعمال کرے۔ اور پھر اس کے نتیجے میں جو سربلندی حاصل ہو وہ حاصل ہو کر رہے۔ یہ بھی قناعت کے لغوی معنوں میں داخل ہے۔ اور ایک ساتواں معنی بھی تھا وہ کہیں رہ گیا ہے غالباً۔

بہرحال اب میں آپ کے سامنے تفصیل بیان کروں گا اس مضمون کی۔ میں نے بتلایا تھا کہ قرآن کریم میں مختلف آیات ملتی ہیں جن میں قناعت ہی کا مضمون ہے۔ ان میں سے صرف دو آیات میں مثال کے طور پر آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سورۃ طٰہٰ میں آیت ۱۳۲۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِه اَزْوَاجاً مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الحَيٰوةِ الدُنيَا . لِنَفْتِنَهُمْ فِيْه. وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى۔ اپنی آنکھیں کھینچ کر اس طرف نہ پھیلاؤ یعنی تمہاری نظریں پیچھا نہ کریں جو ہم نے دنیا میں بسنے والے جوڑوں کو عارضی نعمت کے طور پر عطا کیا ہے۔ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْه یہ اس لئے عطا فرمایا ہے کہ ان کی اس دنیا میں آزمائش کی جائے۔ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اور اللہ جو رزق عطا فرماتا ہے یا اس نے تمہیں عطا فرمایا ہے وہی بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والا ہے۔

اب دیکھیں حرف بحرف قناعت کا مضمون ہے۔ غیروں کو جو کچھ عطا ہوا اس پر حرص نہ کرو، ان پر حسد نہ کرو، اس پر رشک کی نگاہ نہ ڈالو۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس پر راضی ہو جاؤ جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جو خدا عطا فرماتا ہے وہ تھوڑا بھی ہو تو بہتر ہے اور اَبْقٰى ہے ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والا ہے۔ تو قناعت کے مضامین تو قرآن کریم میں ہر طرف پھیلے پڑے ہیں۔ اور یہ آیت جو میں نے مثال کے طور پر پیش کی ہے یہ بڑی وضاحت کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرما رہی ہے۔

پھر فرمایا سورۃ البقرہ آیت ۲۷۴۔ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ لاَ يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْباً فِی الاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ . تَعْرِفُهُم بِسِيْمٰهُمْ . لاَ يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا. وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِه عَلِيْمٌ۔ کہ یہ صدقات لِلْفُقَرَآءِ فقراء کے لئے ہیں۔ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ جو خدا کی راہ میں روک دئے گئے یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں انہوں نے گویا قید کی صعوبت برداشت کی محض اللہ کی خاطر ان کو ایک جگہ محصور کر دیا گیا۔ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ وہ زمین میں چلنے پھرنے اور گھومنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اب یہاں فی سبیل اللہ روک دیا گیا میں ایک ان کے نفس کی خواہش بھی شامل ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بہت سے اصحاب الصفہ ایسے تھے جو رسول اللہ

آنحضور ﷺ کی محبت میں آپؐ کے قرب کی خواہش میں انہوں نے گویا خود اپنے پر سفر حرام کر لیا تھا۔ اور بعض دفعہ ان کو بھوک ستاتی تھی تو باہر جا کر لکڑیاں کاٹ لایا کرتے تھے۔ یعنی قناعت کا مضمون ہر پہلو سے ان پر چسپاں ہو رہا تھا۔ اس تھوڑے سے رزق پر گزارہ کر رہے تھے جو لکڑیاں کاٹنے کے نتیجے میں محض بھوک مٹانے کے لئے کافی ہوتا تھا۔ اور اس بات پر قناعت تھی کہ آنحضرت ﷺ جو کچھ فرمائیں وہی ہمارے لئے کافی ہے۔ آپ کا چہرہ دیکھنا ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ پس دیکھیں قرآن کریم تو قناعت کے مضامین سے بھرا پڑا ہے اور کثرت سے ایسی احادیث ملتی ہیں جو ان آیات کی تشریح میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے اسوہ کو پیش کرتی ہیں۔

فرمایا يَحْسَبُهُمُ الجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ اتنا بچتے ہیں اپنے فخر کو ظاہر کرنے سے کہ ان کی اس غیرت کو جو انہوں نے اپنے اوپر پردہ سا ڈال رکھا ہے غیر سمجھتا ہے کہ یہ امیر لوگ ہیں۔ ان کو ضرورت ہی کوئی نہیں۔ **اب یہ بھی قناعت کا ایک بہت ہی باریک مضمون ہے جس کو قرآن کریم نے تَعَفُّف کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا**۔ وہ بچتے ہیں لوگوں پر اپنی غربت کے اظہار سے۔ اور حیا کرتے ہیں اس بات سے کہ لوگوں پر ان کی غربت ظاہر ہو۔ پس حیا کے پردے کو بھی قناعت ہی کہتے ہیں اور قناعت کے لفظی معنوں میں پردہ داخل ہے۔

پھر فرمایا. تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ اے محمد ﷺ تو ان کے چہروں کی نشانیوں سے ان کو پہچانتا ہے۔ بولتے نہیں۔ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا کبھی بھی وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ اور جو کچھ تم خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو اللہ اس کا علم رکھتا ہے۔ یہاں بھی دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ تم لوگ جو ان پر مخفی ہاتھ سے خرچ کرو گے اس لئے کہ ان کی غیرت کو للکارا نہ جائے۔ یہ حیا کا پردہ بھی رکھیں اور خاموشی سے قبول بھی کر لیں۔ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ اللہ اس کا خوب علم رکھتا ہے۔ اس لئے یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ کی خاطر تَعَفُّف کرنے والے، بچنے والوں کے اوپر جو تم چھپے ہوئے ہاتھ سے خرچ کرو گے اللہ کو اس کا علم نہیں۔

اب اس مضمون پر بھی روایات ملتی ہیں، حیرت انگیز روایات۔ صحابہ راتوں کو نکل جاتے تھے اور یہ سمجھ کر کہ شاید یہ محتاج ہو کسی کے ہاتھ میں کچھ تھما کے نکل جایا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ امیروں کو بھی دے دیتے تھے لیکن اخفاء کا اس قدر شوق تھا کہ دنیا کی نظر میں یہ نیکی نہ آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ جو مال بھی تم خرچ کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ اور اس کے علاوہ یہ لوگ جن کا گزارہ نہایت معمولی طور پر لکڑیاں بیچ کر ہوا کرتا تھا یہ بھی خرچ کرتے تھے اور ان کا خرچ قناعت کا ایک عظیم الشان مضمون پیش کر رہا ہے۔ **کیونکہ پاس کچھ نہ ہو یا جتنا ہو اس میں سے کچھ خرچ کرو یہ قناعت ہے**۔ اور ثابت ہے صحابہ کی روایات سے کہ یہ لوگ خدا کی راہ میں جتنی توفیق ملتی تھی کچھ بچاتے تھے اور خرچ بھی کرتے تھے۔ پس قناعت کا مضمون جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے بے انتہا وسیع ہے اور انسانی زندگی کے ہر شعبے پر پھیلا پڑا ہے۔

خواتین سے خصوصیت سے اس کا تعلق ہے کیونکہ قَنَعَ کا بنیادی مطلب ہی پردہ اوڑھنا ہے۔ چہرے کو ڈھانپنا قناعت کا لفظی ترجمہ ہے۔ اور باقی جتنے معانی میں نے بیان کئے ہیں وہ اسی لفظی ترجمے سے نکلے ہیں۔ **عورت تبھی قانع ہوگی جب وہ اپنے آپ کو ڈھانپے گی**۔ ورنہ اس لفظ کے بنیادی مضمون سے ہی وہ غافل ہے۔ اس پہلو سے آپ کو اپنی **بچیوں کی تربیت کا ایک بہت اچھا گُر** ہاتھ آگیا۔ آپ کی بچیاں جو باہر نکلتی ہیں اور باہر کے ماحول میں جا کر چہرے سے پردے اٹھا دیتی ہیں ان کو بتانا چاہئے کہ اللہ جانتا ہے جو تم کر رہی ہو۔ اور قناعت کا تقاضا یہ ہے کہ تم اپنے بدن کو سمیٹ کر اور اپنے چہرے کو جس حد تک چلنے پھرنے کے لئے ضروری ہے اس حد تک ننگا کرو اور باقی حصے کو ڈھانپو۔

پس دوسرا امر جو اس ضمن میں آپ کو پیش نظر رکھنا چاہئے اس سائل کو قانع کہتے ہیں جو اسے جو کچھ دیا جائے اس پر راضی ہو جائے۔ پس اس سلسلہ میں **آپ اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کریں کہ ان کو جو کچھ آپ دیں اس پر وہ راضی ہو جایا کریں**۔ اور پیچھے پڑ کر مانگنے کی عادت نہ ہو۔ کیونکہ بچوں کو علم ہونا چاہئے کہ مائیں ان کو جو کچھ دیتی ہیں وہ اپنی طاقت کے مطابق دیتی ہیں، استطاعت کے مطابق دیتی ہیں۔ پس اس سے بڑھ کر ان سے مطالبہ کرنا ویسے ہی حماقت ہے۔ اور خواہ مخواہ تکلیف میں ڈالنے والی بات ہے۔ کیونکہ بچے جب اس سے بڑھ کر مطالبہ کرتے ہیں جو ماؤں کے پاس ہے اس کا لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ مائیں پھر جائز ناجائز کا فرق بھول جاتی ہیں اور اپنے بچوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے ناجائز طریق پر بھی کچھ حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بعض ماؤں کے متعلق میرے علم میں آتا رہتا ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی چوری جائز سمجھتی ہیں اس لئے کہ اس کی جیب سے کچھ نکالا اور بچوں پر خرچ کر دیا۔ یہ بھی قناعت کے خلاف ہے۔ اگر قناعت ہوتی تو ہرگز ایسا کام نہ کرتیں۔

اور بچوں کو بھی سکھانے کی ضرورت ہے کہ جو ہم قناعت کرتی ہیں بعض دفعہ، یہ نہیں کہ غربت کی وجہ سے کر رہی ہیں کیونکہ **قناعت کا ایک معنی یہ ہے کہ توفیق ہو اور پھر بھی کسی اعلیٰ غرض کی خاطر بچایا جائے**۔ اس معنی کے اعتبار سے آپ کی جماعت کو قناعت کی بے انتہا ضرورت ہے۔ اور بچوں کو اگر آپ شروع سے سمجھا دیں کہ ہم جو قناعت کر رہی ہیں اس غرض سے کہ تبلیغی ضروریات پوری ہوں، ہمیں مہمان نوازی کرنی ہے، بہت لوگوں کے حق ادا کرنے ہیں، غیر قومیں آرہی ہیں ان کی دیکھ بھال، ان کی تواضع کرنی ہے تو اگر ہم بچائیں گی نہیں تو کیسے خرچ کریں گی۔

پس قانع ہو جانا مال کے ہوتے ہوئے یہ اعلیٰ درجہ کی خوبی ہے اور اگر آپ بچوں کو شروع سے ہی سمجھا دیں تو بچے بھی اس ثواب میں شریک ہو جائیں گے۔ بچپن سے ہی ان کی نہایت اعلیٰ درجہ کی تربیت ہو گی۔ وہ دل میں یقین کر لیں گے کہ ہم بھی اس سارے نظام کا حصہ بن چکے ہیں اور ہمیں جو غربت کی وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے یہ اللہ کی خاطر ہے۔ اور ہماری مائیں محبت کی کمی کی وجہ سے ہمارے اوپر ہاتھ نہیں روکتیں بلکہ محبت میں زیادتی کی وجہ سے روک رہی ہیں کیونکہ **محبت کے اعلیٰ تقاضے یہ ہیں کہ بچوں کی ایسی عمدہ تربیت کی جائے کہ وہ خدا کے قریب تر ہوں نہ کہ اس سے دور ہٹ رہے ہوں**۔ تو بچپن ہی میں لفظ قناعت نے آپ کو پردہ سکھا دیا۔ ان بچیوں کو پردہ سکھا دیا ہے جو سمجھتی ہیں کوئی فرق ہی نہیں پڑتا۔ کیونکہ قرآن کریم نے لفظ قانع کا جہاں جہاں بھی استعمال کیا، جن آیات میں یہ معنے بیان فرمائے ہیں وہاں پردے کا مضمون داخل ہے۔ اب قناعت کیوں نہیں کرتیں بچیاں۔ اس لئے کہ گھر میں اپنے عزیز اور محرم جب ان کو دیکھتے ہیں تو انکو کافی نہیں سمجھتیں۔ اور یہاں بھی قناعت کا مضمون ہے جو اطلاق پاتا ہے۔ ان کو غیر آنکھیں چاہئیں جو ان کو دیکھیں اور ان کی تعریف کریں اور ان کے لئے اپنے دل میں ایک حرکت محسوس کریں۔ پس یہ قناعت کے خلاف ہے۔ قناعت میں جو پردے کا مضمون ہے اُس کا اِس سے گہرا تعلق ہے۔

پس اپنی بچیوں کو سکھائیں کہ وہ اگر سر ڈھانپ لیتی ہیں اور پیچھے سے کھلے بال چھوڑ دیتی ہیں تاکہ وہ پیچھے لہراتے رہیں اور دیکھنے والے بڑے پیار سے ان کو دیکھیں تو یہ قناعت کے خلاف ہے۔ قناعت اسی میں ہے کہ اپنی زینت کو بھی چھپا کے رکھیں۔ اور صرف ان پر اپنی زینت ظاہر کریں جن کو خدا اجازت دیتا ہے۔ جب ان پر آپ زینت ظاہر کریں گی یا ان پر کریں گی جن کی نگاہوں میں اللہ تعالیٰ نے تَعَفُّف ڈالا ہے اور حیا رکھی ہے وہ بدنیتی سے نہیں دیکھتے تو اس صورت میں قناعت کا مضمون پوری طرح صادق آئے گا۔ آپ کے معاشرے میں بچیوں کو یہ سکھانا بہت ضروری ہے اور سمجھانا ضروری ہے کیونکہ ایسا سمجھانا جو محض لفظی ہو وہ کام نہیں دے گا قناعت کا سارا مضمون سمجھانا پڑے گا۔ بچپن سے ہی ان کی تربیت کرنی ہو گی تاکہ جب وہ باہر جائیں تو اس بات پر قانع ہوں کہ اللہ نے جن کے لئے اجازت دی ہے کہ ان کے سامنے وہ بے شک بال پھیلا لیں اور وہ بد نظر سے ان کو دیکھ ہی نہیں سکتے محرم لوگ ہیں اس پر قانع ہو جائیں۔ اور غیر لوگوں کی گندی آنکھوں سے لذت محسوس نہ کریں۔ اب یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے۔ غیر جب دیکھے گا گندی نظر سے دیکھے گا۔ تو کیوں پسند کرتے ہو اپنے لئے کہ تمہارے لئے غیروں کی ناپاک نظریں اٹھ رہی ہوں اور تم پر حرص کر رہی ہوں۔ یہ چیز رفتہ رفتہ تمہیں کھینچ کر غیر معاشرے کی طرف لے جائے گی۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ہم تو معمولی سا دکھاوا کر رہی ہیں۔ یہ معمولی دکھاوا وہیں نہیں ٹھہرا کرتا۔ بلکہ قناعت کے نتیجے میں ہی انسان صبر اختیار کرتا ہے اور قناعت کا فقدان ہو تو انسان ایک جگہ ٹھہرا ہی نہیں کرتا۔ تو لفظ قناعت میں دیکھو کتنے کتنے معانی پوشیدہ ہیں۔ اور ان سب پر آپ نظر رکھیں تو آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کے گہرے حکمت کے راز معلوم ہونگے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے مرد کا حجاب اس کی ڈھال ہے۔ اس کے پیچھے چلتا ہے۔ تو اس لئے اس کو ڈھال کہتے ہیں کہ وہ ایک قسم کا حجاب ہے۔ اسی لئے فقر کے لئے جب وہ پردہ کرتا ہے تو وہ بھی حجاب کہلاتا ہے۔

اب جہاں تک اللہ کے حضور مانگنے کا تعلق ہے تو اس میں تذلل اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور پیچھے پڑ کر مانگنا چاہئے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ قناعت کر لو جو اللہ نے دے دیا بس کافی ہے۔ یہ فیصلہ خدا کرے گا کہ کتنا دینا ہے۔ مگر اس فیصلے کے اندر آپ کا تذلل اور آپ کا مانگنا بھی تو شامل ہے اس کے بعد وہ فیصلہ کرتا ہے۔ پس بعض لوگ ایسے فقیر ہوتے ہیں جو ہٹتے ہی نہیں جب تک ان کو مل نہ جائے۔ خدا تعالیٰ سے بھی بعض دفعہ انسان کو اسی قسم کا فقیر بننا پڑتا ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک بزرگ کو عادت تھی وہ مدتوں سے، سال ہا سال سے ایک دعا مانگتے چلے جا رہے تھے اور ہر دفعہ جب وہ دعا مانگتے تو آواز آتی تھی 'نامقبول'۔ تیری دعا ہم نے قبول نہیں کی۔ خدا تعالیٰ یہ سبق دینا چاہتا تھا کہ یہ لوگ بھی قانع ہیں۔ یعنی قناعت کا ایک معنی یہ ہے کہ مالک ہے وہ جتنا دے اس پر راضی رہو، نہ دے تو اس پر بھی راضی رہو۔ پس یہ نہایت لطیف معنی قناعت کا اس روایت سے ثابت ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات کھولنی تھی اس لئے ان کے ایک مرید کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ تم بھی اس پہنچے ہوئے بزرگ کے ساتھ عبادت کرو۔ چند راتیں ان کے ساتھ کھڑا ہوا کرو۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید دنیا کو پتہ بھی نہ چلتا کہ ان کا کیا حال تھا۔ وہ چند دن، تین دن کے متعلق آتا ہے غالباً، وہ پاس کھڑا ہوا۔ وہ دعائیں کرتے تھے تو ساتھ کا آدمی سنتا بھی تھا۔ جیسے بعض دفعہ انسان اگرچہ سرگوشی میں بات کر رہا ہوتا ہے لیکن ساتھ والے آدمی کو آواز آرہی ہوتی ہے۔ وہ سنتا رہا کہ کیا دعائیں مانگ رہے ہیں۔ اور ہر دعا کے بعد جو الہام ہوا وہ اس نے بھی سنا۔ وہ تھا کہ تیری دعائیں نامقبول، میں کوئی قبول نہیں کر رہا۔ تیسرے دن وہ تھک گیا کیونکہ قانع نہیں تھا۔ اس کو قناعت کا یہ مضمون معلوم ہی نہ تھا کہ **قناعت کا مطلب ہے مالک جو چاہے دے، جو چاہے نہ دے اس پر قناعت کرو**۔ چنانچہ وہ بول پڑا۔ اس نے کہا آپ عجیب انسان ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں نے نہیں قبول کیں آپ ضد چھوڑ ہی نہیں رہے اور بار بار وہ دعا مانگ رہے ہیں۔ عین اس وقت بڑی شدت کا الہام ہوا کہ اے میرے بندے میں نے تیری ساری عمر کی دعائیں قبول کر لیں۔ اس کو کہتے ہیں قناعت۔ یعنی خدا کی مرضی پر قناعت کر جانا مگر مانگتے چلے جانا، مانگتے چلے جانا۔ نہیں چھوڑنا اس کا پیچھا۔ پھر وہ جو بھی دے اس پر راضی ہو جاؤ۔ پس آپ اپنے بچوں کو بھی سمجھائیں کہ اس رنگ میں دعائیں کیا کریں۔ مانگتے رہیں، مانگتے رہیں، پھر اللہ کی مرضی ہے وہ نہ دے تو پھر بھی راضی ہو اس کو قناعت کہتے ہیں۔ جس طرح حضرت مصلح موعودؓ عرض کرتے ہیں ؎

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تری رضا ہو

یہ قناعت کا ایک مضمون ہے جو نہایت عمدگی کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

خطبہ جمعہ

شفاعت کے مضمون کو سمجھیں اور اس مضمون کو سمجھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اپنے آپ کو اہل بنانے کی کوشش کریں

دعا کے ذریعہ اپنے تمام ضرورت مند بھائیوں کو یاد رکھیں۔ ہر مصیبت زدہ کو یاد رکھیں۔ یہ شفاعت کا آغاز ہے۔ اگر ایسا نہیں کر سکو گے تو تم شفاعت کے مضمون کو سمجھ ہی نہیں سکتے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۶؍فروری ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶؍تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اَللّٰهُ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لاَ تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلاَ نَوْمٌ. لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الاَرْضِ. مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلاَّبِاِذْنِه. یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلاَّبِمَا شَآءَ. وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْضَ وَلاَ یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَالْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ﴾.

(سورة البقره :۲۵۶)

اَللّٰہ، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ زندہ اور قائم بالذات ہے اسے نہ تو اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اسی کا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اسی کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ اور وہ اس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں اور وہ بہت بلند شان اور بڑی عظمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر ابھی جاری ہے۔ اس سلسلے میں ایک پہلو حشرات الارض سے تعلق رکھتا ہے جس کا میں نے پچھلے خطبے میں ذکر کیا تھا اور ریشم کے کیڑے کی بات کی تھی۔ اب اسی تعلق میں شہد کی مکھی کا ذکر بھی شامل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں حشرات الارض سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے وضاحت کی تھی کہ جو کچھ بھی زمین و آسمان میں، زمین کی سطح پر، ہوا میں یا سمندر میں موجود ہے وہ سب کچھ اسی کا ہے اور اسی کا پیدا کیا ہوا ہے، اسی کی ذات سے اسے زندگی ملتی ہے، اسی کی ذات سے وہ قائم ہے۔ یہ مضمون پہلے بیان کر چکا ہوں لیکن ریشم کے کیڑے اور شہد کی مکھی کے تعلق میں اس آیت کے اس مرکزی حصے کے کیا معانی بنیں گے۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلاَّبِمَا شَآءَ پہلے میں اس حصے پر بات کروں گا پھر اس کے بعد شفاعت والا مضمون شروع کروں گا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ شہد کی مکھی نے بھی ریشم کے کیڑے کی طرح اس وقت شہد بنانا شروع کیا جب کہ انسان کا نام و نشان تک نہیں ملتا تھا، کوئی وجود نہیں تھا اور قرآن کریم کی دوسری آیات سے پتہ چلتا ہے کہ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ تھی یہ۔ یعنی اس کا آغاز اللہ کے حکم سے، اس کی وحی سے اس وجہ سے تھا کہ اس نے شفاء للناس بننا ہے۔ اب اس نکتے کو پیش نظر رکھتے ہوئے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ جو ان کا ماضی تھا، انسانوں کا ماضی یا مخلوق کا جو بھی ماضی ہے اس کا ان کو کوئی علم نہیں اور جو بعد میں آنے والا تھا اس کا بھی کوئی علم نہیں اِلاَّبِمَا شَآءَ مگر اتنا ہی جتنا اللہ تعالیٰ ان کو علم دینا چاہتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ریشم کا کیڑا بنانے کا کیا مقصد تھا اگر ریشم کو کسی نے پہننا ہی نہیں تھا۔ جب تک انسان پیدا نہیں ہوا ریشم کا استعمال جانور تو نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ کیڑا جو بناتا تھا اس نے بھی استعمال نہیں کیا۔ وہ تو جس طرح چرخہ کاتنے والی عورت ہے اسی طرح وہ ایک چرخہ کاتتا تھا اور اس کاتے ہوئے کو پھاڑ کر پھر اڑ جایا کرتا تھا۔ تو مقصد کیا تھا؟ یہ مقصد ظاہر ہوا جب انسان پیدا ہوا۔ شہد کا بھی ایک مقصد تھا اور اس مقصد کو اللہ تعالیٰ نے لفظوں میں خوب کھول دیا کیونکہ شہد کی مکھی اور اس کی وحی کا مرتبہ ریشم کے کیڑے سے بہت اونچا ہے۔ اس لئے اس حصے کو خدا تعالیٰ نے خوب کھول دیا تا کہ بنی نوع انسان کو سمجھ آجائے کہ اللہ کو ان کا کب سے اور کتنا خیال ہے کہ جب وہ شہد کی مکھی شہد بنا رہی تھی تو اپنے کچھ کام آتا تھا یا جنگل کے ریچھ کھا جاتے تھے مگر انسان کا نام و نشان تک موجود نہیں تھا اور بنایا انسان کی خاطر گیا ہے۔

تو یہ بنی نوع انسان کے علم کی حالت ہے۔ وَلاَ یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلاَّبِمَا شَآءَ جو علم حاصل ہوتا ہے اتنا ہی جتنا وہ اُن پر کھولتا ہے اور اس ضمن میں یہ بات پیش نظر رکھیں کہ شہد کی مکھی کے بنائے ہوئے شہد، اور بھی بعض جانور شہد بناتے ہیں مگر شہد کی مکھی کے بنائے ہوئے شہد میں جو شفاء ہے اس کا بھی احاطہ انسان نہیں کر سکا۔ بہت تحقیقات ہو رہی ہے۔ شہد کو جسمانی طور پر لگانے سے کیا شفاء حاصل ہو سکتی ہے اور اندرونی استعمال سے کیا شفا حاصل ہو سکتی ہے اس پر ہی سائنس دانوں کی نسلیں اپنی محنتیں صرف کر رہی ہیں، بعض سائنس دانوں کی زندگیاں اسی کام کی تحقیق کے لئے وقف ہو چکی ہیں لیکن پوری طرح معلوم نہیں کر سکے۔

شہد کی مکھی کے متعلق تو میں نے پہلے بھی غالباً کہیں ذکر کیا تھا کہ شہد کی تحقیق تو کسی طرح بھی ان کے قبضۂ قدرت میں نہیں ہے یعنی اس پر احاطہ کرنا۔ کیونکہ ہر ملک کا شہد الگ الگ صفات رکھتا ہے، الگ الگ رنگ رکھتا ہے، الگ الگ خوشبو رکھتا ہے، الگ الگ بُوٹیوں سے بنایا جاتا ہے، الگ الگ موسموں میں بنایا جاتا ہے۔ اب وہ تمام صفات جو ان پھولوں میں ہیں جن سے وہ رس چوسا جا رہا ہے ان کا تعلق اس سر زمین سے بھی ہے جس سر زمین پہ وہ پھول اُگتے ہیں۔ ان کا تعلق اُن موسموں سے بھی ہے جن موسموں میں وہ پھول اگتے ہیں یا وہ پودے پھل لاتے ہیں اور ساری دنیا میں پھیلے ہوئے اس مضمون کا بھی انسان احاطہ نہیں کر سکتا اگر اس کا تصور باندھے اور سوچے کہ سارا سال شہد کی مکھی کہاں کہاں سے شہد بنا رہی ہے، کس کس قسم کے شہد بنا رہی ہے، کن کن پھولوں پہ جاتی ہے۔

تو یہ آیت کریمہ کا بنیادی مفہوم ہے کہ انسان علم کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس کا واہمہ ہے کہ وہ بڑا عالم ہو گیا ہے۔ علم کا احاطہ صرف اللہ کرتا ہے اور اسی کا منشاء ہے کہ جب چاہے وہ علم انسان کو عطا فرما دیتا ہے اور اگر اس نے نہ عطا فرمانا ہو تو انسان کو کبھی وہ علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے شہد کی مکھی اور ریشم کا علم انسان کو عطا کرنا خدا کے لئے ضروری تھا ورنہ ان کی تخلیق بے کار جاتی۔ خدا تعالیٰ کی تخلیق ہی اس بات کا تقاضا کر رہی تھی کہ ان غریب بندوں کو کچھ بتا بھی دیا جائے ورنہ اے خدا تو نے نہ بتایا تو ان بندوں کو کیا علم ہوگا کہ ان کا استعمال کیسے کرنا ہے۔

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الاَرْضَ کا جو اس کے معاً بعد ذکر ہے اس میں میں پہلے بھی تشریح کر چکا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ یہ علم جو اللہ کا ہے وہ ساری کائنات پر محیط ہے، کوئی بھی کائنات کا حصہ نہیں جو اللہ کے اس علم سے خالی ہو۔

اب میں شفاعت والے مضمون کا آغاز کرتا ہوں۔ شفاعت ہے کیا؟ اس سلسلے میں چند آیات اور ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔ یہ سورۃ طٰہٰ سے لی گئی ہیں جن میں اس مضمون کی کچھ وضاحت ہے اور اس کی کچھ وضاحت اس دعا میں موجود ہے جو ہم اذان سنتے وقت پڑھتے ہیں اور اذان سننے کے

بعد بھی پڑھتے ہیں۔ اس دعا کا جو مرکزی حصہ ہے وہ شفاعت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے تو میں ان دوسری آیات کو آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور ان کا ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

سورۃ طٰہٰ آیات ۱۱۰ تا ۱۱۳۔ يَوْمَئِذٍ لاَ تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلاَّ لِمَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهُ قَوْلاً۔ یہ وہ دن ہوگا جب کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے گی مگر اسے جس کے لئے رحمان اجازت دے اور جس کے حق میں بات کرنے کو وہ پسند کرے وَ رَضِيَ لَهُ قَوْلاً۔ کوئی شفاعت فائدہ نہیں دے گی یا جس دن شفاعت فائدہ نہیں دے گی۔ الشَّفَاعَة کو اگر 'کوئی' کا لفظ ہٹا دیں تو یہ ایک زیادہ وسیع معنوں کا حامل بن جاتا ہے یعنی شفاعت جتنی قسموں کی بھی ہو سکتی ہو شفاعت کی ان سب قسموں میں سے کوئی بھی کام نہیں آ سکتی۔ اِلاَّ لِمَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ مگر اس کے جس کے متعلق اللہ پہلے حکم دے دے کہ ہاں اس کے متعلق میں شفاعت منظور کر لوں گا یا اِلاَّ لِمَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ اس کی شفاعت مانے گا جس کو اس نے پہلے سے اجازت دے دی ہو کہ میں تیری شفاعت قبول کروں گا۔

وَ رَضِيَ لَهُ قَوْلاً اور کن لوگوں کی شفاعت قبول کرے گا جن کا قول اللہ تعالیٰ کو پسند آتا ہے۔ اس پہلو سے اب اگرچہ نام لے کر حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کا ذکر نہیں فرمایا گیا مگر تمام انبیاء میں سے سب سے زیادہ جس کا قول اللہ کو پسند آتا تھا وہ محمدؐ رسول اللہ ہی تھے۔ دوسرے انبیاء کی شفاعت کا مضمون بھی قرآن سے ثابت ہے لیکن قول کی پسندیدگی کا جہاں تک تعلق ہے جیسا کہ قول محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پسند آتا تھا ویسا قول تو کبھی کسی نبی کے منہ سے اس طرح نہیں نکلا۔ اس کے بعد وہی آیت الکرسی والا حصہ اس میں موجود ہے يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْماً.

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ فرماتا ہے اس علم کی بناء پر جو اسے حاصل ہے۔ بنی نوع انسان جس بات کو ظاہر کرتے ہیں اس کو بھی وہ جانتا ہے وَ مَا خَلْفَهُمْ اور جو ان کے پیچھے ہے۔ ایک معنٰی تو یہ ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ایک یہ معنی بھی بن سکتا ہے کہ جو وہ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں اور جو ان سے پوشیدہ ہے ان سب باتوں کو جاننے کے بعد خدا کا فیصلہ لازماً برحق ہوگا اور وہی جانتا ہے کہ شفاعت کا اہل کون ہے۔ اور وہی جانتا ہے کہ کون لوگ ہیں جن کے حق میں شفاعت قبول ہونی چاہئے۔ وَلاَ يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْماً اور علم کے لحاظ سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ اور وہی حیؔ اور قیوم جس کا بنیادی طور پر آیت الکرسی میں ذکر ہے ان دو صفات کا یہاں اعادہ فرمایا گیا تو ثابت ہوا کہ ان آیات کا گہرا تعلق آیت الکرسی کے مضمون سے ہے۔ پہلی آیت سے بھی یہ مضمون نکلتا چلا جا رہا ہے اور یہاں آ کر واضح طور پر حیؔ اور قیوم سے اس کا تعلق جوڑا گیا ہے۔ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ اور چہرے حیؔ اور قیوم کے حضور جھک جائیں گے وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا اور وہ نامراد ہوگا جس نے کوئی ظلم کا بوجھ اٹھایا ہوگا۔ ظلم دراصل اول طور پر شرک کو کہتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ مضمون خوب کھول دیا ہے کہ میری شفاعت مشرک کے حق میں نہیں ہو سکتی۔ کسی شرک کرنے والے کے حق میں وہ شفاعت قبول ہی نہیں ہوگی۔ تو اس لئے آیات جو آپ کے سامنے تلاوت کی گئی ہیں ان کا گہرا تعلق آیت الکرسی ہی کے مضمون سے ہے اور اس حصے سے خصوصاً جو شفاعت سے تعلق رکھتا ہے۔ اب اس ضمن میں چند حدیثیں میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں جن کی طرف مختصر اشارہ کر دیا ہے۔ اب میں احادیث پوری آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

بخاری کتاب الدعوات۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہر نبی نے ایک سوال کیا۔ یا سننے والے نے یہ بیان کیا ہے یا آپؐ نے یہ فرمایا، ہر نبی کی ایک خاص دعا تھی جو اس نے مانگی اور وہ قبول کر لی گئی۔ عام طور پر انبیاء کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں مگر ان سب دعاؤں کی ایک دعا سرتاج ہوا کرتی ہے۔ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی دعا مانگنے کی اجازت دی کہ تمام دوسری دعاؤں سے بڑھ کر ہو۔ پس آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک خاص دعا کی اجازت دی جو اس نے مانگی اور وہ قبول کر لی گئی۔ چنانچہ میں نے یہ دعا کی یعنی رسول اللہ کو جب یہ حق دیا گیا، فرماتے ہیں: میں نے یہ دعا کی کہ قیامت کے دن میں اپنی امت کے حق میں شفاعت کر سکوں۔ بہت ہی عظیم الشان احسان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اپنی امت کے لئے۔

"اور قیامت کے دن شفاعت کر سکوں"۔ وجہ یہ ہے کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن نے اسی میں سارے فیصلے کرنے ہیں۔ اس فیصلے کے بعد پھر اور کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔ پس بجائے اس کے کہ دنیا کی نعمتوں کے لئے حق رکھ لیتے جب کہ دنیا کی نعمتوں کے لئے بھی آپ نے دعائیں کیں اور مقبول ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو بھی شفاعت کے ذکر کے تابع بیان فرمایا۔ یعنی آپؐ کی ایک شفاعت ان معنوں میں تھی کہ آپ کی دعا ہی دراصل اس دنیا میں شفاعت ہی کا رنگ رکھتی ہے اور اس کے بڑے بڑے نمونے ہم

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp,Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 75, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

نے پورے ہوتے دیکھے ہیں مگر وہ خالص شفاعت جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں نے قیامت کے دن حق رکھ لیا یہ وہ بخشش والی شفاعت ہے۔ اور کن لوگوں کے حق میں ہوگی اور کن کے حق میں نہیں ہوگی یہ مضمون دوسری احادیث میں مزید کھولا گیا ہے۔

بخاری کتاب الصلوٰۃ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا، "مجھے پانچ ایسی باتیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک مہینے کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی ہے"۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا رعب اس وقت اتنی دور دور تک پھیل چکا تھا کہ دور بیٹھی قومیں بھی ڈرتی تھیں کہ آپؐ کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی کا آغاز ہی نہ کرے اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی برکت سے صرف جزیرہ نمائے عرب میں ہی امن نہیں ہوا بلکہ اردگرد بھی آپ کا امن کا پیغام پہنچا اور آپؐ کے رعب سے اس پیغام کو قبول کیا گیا ورنہ بہت سی قومیں یلغار کر سکتی تھیں اور فوراً یلغار کر سکتی تھیں مگر ڈری رہیں۔ کوئی ایسا رعب تھا جو اللہ کی طرف سے ان کے دلوں پر طاری کر دیا گیا تھا۔

ایک مہینے کی مسافت اس زمانے میں یہ قریباً چھ سو میل کی مسافت بنتی ہے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ چھ سو میل دور تک آپ کا رعب اردگرد پھیل چکا تھا۔ لیکن یہ صرف ماضی کی بات نہیں ہے مسافت کا عرصہ جتنا مختصر ہوتا ہے اور سفر تیز تر ہوتا ہے اتنا ہی رعب زیادہ زور سے پھیلتا ہے اور ہرگز بعید نہیں کہ اس زمانے میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ رعب قوموں پر اس طرح پڑتا ہو کہ وہ ساری زمین پر محیط ہو چکا ہو کیونکہ اب کوئی بھی ایسی مسافت نہیں ہے جو ایک مہینے کے اندر طے نہ ہو سکے اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس رعب کی ایک شکل ابھی بھی ہمیں دکھائی دے رہی ہے۔ اسلام کے غلبے سے ڈر رہے ہیں سارے۔ حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں کہ ہر ذریعہ استعمال کریں یہ غالب نہ ہوں۔ یہ غالب نہ آنے کا خوف دلوں پر ہے تو وہ یہ کوششیں کرتے ہیں۔ اگرچہ آج کل ان کی کوششیں کچھ کامیاب دکھائی بھی دیتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کو بالآخر رد فرما دے گا اور ان کی کوئی پیش نہیں جائے گی اور یہ پیشگوئی اُسی سورۃ میں موجود ہے جس کی چند آیات میں نے اس مضمون کی تائید میں آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ یعنی سورۃ طٰہٰ۔ آخر یہ نامراد کر دئے جائیں گے، آخر ان کی کوششیں مٹا دی جائیں گی اور رسول اللہ ﷺ کا رعب حقیقتاً ساری دنیا پر قائم ہوگا۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس میں مضمر ہے اور اگر غور سے پڑھیں تو آپ کو دکھائی دینی چاہئے۔

دوسری بات جو خصوصیت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنے بارے میں فرمائی وہ یہ تھی کہ "ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنا دی گئی"۔ ساری زمین کے پاک ہونے سے مراد یہ نہیں کہ زمین کا وہ حصہ جہاں گند پڑا ہو وہ بھی پاک ہے۔ مراد یہ ہے کہ زمین پہ ہر جگہ صاف جگہ دیکھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اور ہر گندی جگہ بھی طبعی عمل کے ذریعے رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صاف کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ مٹی میں صفائی کی خاصیت موجود ہے۔ مٹی پاک کر دیا کرتی ہے۔ اسی لئے تیمم میں بھی مٹی کی طرف رجوع کرنے کا فرمایا ہے۔ پس فرمایا کہ ساری زمین میرے لئے پاک کر دی گئی ہے اور یہ جو خصوصیت ہے دنیا کی کسی اور امت میں آپ کو دکھائی نہیں دے گی کہ ساری زمین ان کی عبادت کے لئے پاک قرار دے دی گئی ہو۔

یہاں تک اس تشریح میں فرمایا 'میری امت کے جس شخص پر بھی نماز کا وقت آ جائے گا وہ وہیں نماز پڑھ لے۔ یہ مراد ہے۔ وہ معابد نہ ڈھونڈے، مسجدوں کی تلاش نہ کرے، جہاں سفر کی حالت میں نماز کا وقت آتا ہے وہیں نماز پڑھ لے اور یہ اللہ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خصوصی رحمت عطا ہوئی ہے اس لئے کہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اور اس رحمت کا عطا ہونا اس کا ایک لازمی حصہ ہے۔

ایک وہ حصہ ہے تیسرا جس کی مجھے سمجھ نہیں آ سکی، میں پڑھوں گا ضرور کیونکہ تمام جو مستند احادیث میرے سامنے ہیں ان میں یہ موجود ہے۔ اس لئے یہ تو خیانت ہوگی اگر اس کو نہ پڑھا جائے مگر اس کا جو مفہوم بظاہر نکلتا ہے وہ ہو نہیں سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم جس بات کے متعلق قطعیت کے ساتھ فیصلہ دے دے کوئی حدیث اس مضمون کے خلاف کھڑی نہیں رہ سکتی یا حدیث کا کوئی حصہ ایسے مضمون کے خلاف کھڑا نہیں رہ سکتا۔ یہ اگر کوئی سمجھے کہ کھڑا رہ سکتا ہے تو یہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ہوگی کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کے کلام کے مقابل پر آپ اپنے کلام کو کھڑا کریں۔ مگر یہ جو حصہ میں بیان کرنے والا ہوں اس میں یہ الجھن میرے سامنے ہے اور اس کے لئے میں نے ہر جگہ پتہ کروایا ہے، بڑے غور سے بائبل کا مطالعہ کیا ہے، قرآن کی متعلقہ آیات کا مطالعہ کیا ہے اور اس کی کچھ سمجھ نہیں آئی۔ کوئی الجھن اس میں ہے، کوئی ایسی گانٹھ ہے جو اللہ تعالیٰ جب فیصلہ فرمائے گا لا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهٖ ہم اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے جب بھی وہ چاہے گا ضرور کھول دے گا کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے تو قرآن کے عین مطابق ہونا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ "میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں جو پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہیں کی گئیں"۔ اب قرآن کریم کی ان آیات کی طرف متوجہ ہوں جن میں حضرت موسیٰ سے یہ وعدہ تھا کہ شہر میں داخل ہو جاؤ اور اس شہر کا جو کچھ مال ہے وہ تمہارا ہو جائے گا۔ اس کی گندم، اس کی جو، اس کی نعمتیں، ہر چیز، اس کے مویشی، سب تمہارے ہو جائیں گے لیکن حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے متعلق وضاحت سے ذکر فرمایا ہے جس جس جگہ کی ان کو فتوحات عطا ہوئیں وہاں کے سارے اموال، تمام مویشی، تمام قیمتی چیزیں سب ان کے مَصْرَف میں آئیں اور ان کی وجہ سے ہی ان کے قومی خزانے اس نوبت تک پہنچے کہ شاید کسی وقت بھی کسی قوم کو اسی دنیا میں کسی نبی یا غیر نبی کو ایسی عظمت نہ ملی ہو کہ اس کے خزانے اس قدر

بھر جائیں۔ وہ اگر حلال نہیں تھے تو حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کیوں جمع کرتے تھے اور ان مویشیوں کے گوشت کو کھاتے کیوں تھے۔ اسی دودھ کو پیتے کیوں تھے جو فوج کشی کے بعد حاصل ہو جاتی ہے اور اسی کو غنائم کہتے ہیں۔

تو یہ مشکل ہے کہ قطعیت کے ساتھ قرآن کریم غنائم کے متعلق فرما رہا ہے کہ میں نے پہلے نبیوں پر بھی یہ غنائم حلال کئے تھے اور بڑی تفصیل سے ان کا ذکر کرتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اتنی واضح آیات کی مخالفت کیسے کر سکتے ہیں، کیسے کہہ سکتے ہیں کہ غنائم ان پر جائز نہیں تھے صرف مجھ پر جائز ہوئے ہیں، میری امت پر جائز ہوئے ہیں۔ اس کے حل کی تلاش کے لئے میں نے مرکز میں علماء کو لکھا ہے کہ وہ غور کریں۔ میری تو ہر کوشش بے کار گئی ہے سمجھیں تسلیم کرتا ہوں۔ کوئی بات اور ہے یا لفظ غنائم استعمال نہ کیا ہو گا کچھ اور ہو گا۔ اور مثلاً اگر غنائم لفظ استعمال نہ ہوا ہو بلکہ غنم جو مویشیوں کو کہتے ہیں اس کی جمع ہو اَغَانِمْ جس کو کہتے ہیں تو ملتا جلتا لفظ تھا ان میں سے سارے مویشی پہلی امتوں پہ حلال نہیں ہوئے تھے ان کی شرطیں تھیں بعض اور ان کا سب حصہ سب کے لئے حلال نہیں تھا مثلاً پشت کی چربی وغیرہ وغیرہ۔ تو یا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حدیث سننے والے نے ذکر غنائم کا کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اَغَانِمْ فرمایا ہو گا اور اغانم کو غنائم سے ملا کر الجھا دیا گیا اور اس کی وجہ سے سارے راویوں نے اسی غلطی کا اعادہ کیا مگر یہ ہمارا اندازہ ہے ایک۔ ایک دور کی کوڑی ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس سلسلے میں تحقیق اس کو کہتے ہیں کہ واضح شواہد دریافت کئے جائیں کیا واقعہ ہوا تھا کیوں ایسی غلطی ہوئی۔ بہر حال یہ درمیانی حصہ ایسا ہے جو قابل بحث ہے باقی ساری باتیں قطعیت سے کہی جا سکتی ہیں کہ پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ پہلے ہر نبی اپنی مخصوص قوم کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے جب کہ مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ اب یہ دیکھیں کتنی قطعیت کے ساتھ ثابت ہو رہا ہے۔ سارا قرآن اس پر گواہ ہے۔ قرآن کریم کے تمام مضامین جو تمام بنی نوع سے تعلق رکھتے ہیں وہ اس پر گواہ ہیں۔

کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ یہ چاروں باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق سو فیصدی یقین سے، خدا کے پاک نام کی قسمیں کھا کر انسان کہہ سکتا ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کے سوا اس سے پہلے کبھی کسی کو نہیں ملیں۔ مگر اس کے سوا جو سب سے بڑی بات آپؐ نے بیان کی ہے وہ شفاعت کی ہے۔ "اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے"۔ اب یہ شفاعت کیا ہے اس کا کچھ ذکر میں کر چکا ہوں، کچھ آگے اور ذکر کرتا ہوں اور اسی مضمون پر اس آیت الکرسی کا یہ حصہ، وہ تو اختتام تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا، یہ میرے خطبات اس پر اور یہ خطبات کا سلسلہ سر دست اختتام کو پہنچے گا۔

ایک حدیث ہے سنن الدارمی کتاب النداء للصلوٰۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا مجھے پانچ ایسی خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ یہاں وضاحت ایک ایسے امر کی ہے سب دنیا کے لئے نعمت بنایا گیا ہوں جو پہلی حدیث میں اس طرح کھلے لفظوں میں درج نہیں تھی۔ وہ وضاحت یہ ہے کہ ہر گورے اور کالے کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ یعنی ہر ریس (Race) کے لئے، ہر رنگ و نسل کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنا دی گئی ہے۔ اور پھر وہی وہ نوبت والی بات میرے لئے غنائم حلال کی گئی ہیں جب کہ وہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں اور مجھے ایک ماہ تک کے رعب سے مدد دی گئی ہے۔ چنانچہ ایک مہینے کی مسافت پر رہنے والا دشمن مجھ سے مرعوب کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر فرمایا مجھ سے کہا گیا کہ 'مانگ' مگر میں نے اپنی یہ طلب اٹھا رکھی ہے تاکہ اپنی امت کی شفاعت کر سکوں اور یہ تم میں سے اس کو ملنے والی ہے جس نے کسی چیز میں بھی اللہ کا شریک نہ بنایا ہو۔

اب ظلم کی وہ تشریح جو میں نے سورۃ طٰہٰ کی آیات کے حوالے سے کی تھی دیکھیں اس کی تصدیق خود رسول اللہ ﷺ نے فرما دی۔ اس لئے بعض لوگ جو اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہر قسم کے شرک میں مبتلا زندگیاں بسر کریں اور شفاعت پر بناء کریں اور شفاعت کہتے رہیں وہ کفارہ تو مان سکتے ہیں شفاعت نہیں مان سکتے۔ ان کا علاج مسیحیوں کے کفارے کے غلط تصور میں تو ہو سکتا ہے جتنا چاہو گناہ کرتے پھرو مسیح کا کفارہ بنا تمہیں بچا لے گا۔ یہ ایک غلط، بیہودہ عقیدہ مسیح کی طرف منسوب کیا گیا ہے، بعد کے عیسائیوں نے گھڑا ہے اس کا حضرت مسیح سے کوئی دُور کا تعلق نہیں ہے۔

اگر کسی ایسے مسلمان نے مسیحی بننا ہو تو اللہ رحم فرمائے اس پر لیکن شرک کرتا ہو اور واضح طور پر شریک ٹھہراتا ہو اور نعوذ باللہ من ذالک، رسول اللہ ﷺ کو اس میں اپنا مؤید بنا دے اور خیانت کی سب سے بڑی حرکت رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر رہا ہو اگرچہ جانتا نہ ہو کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِيْنَ خَصِيْمًا ہرگز آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سب سے بڑی خیانت کرنے والے یعنی شرک کرنے والے کی تائید میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور خود فرمایا ہے، تا اپنی امت کی شفاعت کر سکوں اور یہ تم میں سے اس کو ملنے والی ہے، یہ شفاعت صرف اسی کے حق میں کام کرے گی 'جس نے کسی چیز میں اللہ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو'۔

اب یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کا شریک نہ ٹھہرایا ہو کیونکہ معروف طور پر حاضر دماغی کے ساتھ شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو سکے جو اللہ کا شریک ٹھہرائے۔ غالباً ایک بھی نہیں ملے گا لیکن کسی چیز میں شریک نہ ٹھہرایا ہو جب یہ اس وضاحت سے بات بیان کی جائے تو اس میں وہ سارے لوگ شامل ہیں جو خدا تعالیٰ کی کسی نہ کسی صفت میں انسانوں کو شریک بنا لیتے ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ کو بھی شریک بنا لیا گیا۔ یعنی ظلم کی حد یہ ہے کہ بھاری تعداد جو کروڑہا تک پہنچ گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو خدا کے علم غیب میں اسی طرح شامل سمجھتے ہیں جیسے خدا کا اپنا علم ہو اور اس قدر اس میں مبالغہ کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی ذات میں، کہ آپؐ کے نور ہونے کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ آپ کا بدن نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کا بدن نہیں تھا۔ مگر اللہ تو بطور بدن کے دکھائی نہیں دیتا سوائے اس کے کہ کشفی حالت میں ایسا نظر آئے مگر رسول اللہ ﷺ کفار کو بھی اور مومنین کو بھی ایک صاحبِ بدن کے طور پر دکھائی دیتے تھے اور یہ مشرک لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گویا خدا کی بعض صفات کے ایسے شریک تھے جو خدا کے سوا کسی اور میں نہیں پائی جانی چاہئیں، جو مخلوق سے بالا صفات ہیں۔

پس دیکھ لیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے الفاظ کی احتیاط، اتنی احتیاط سے آپ لفظوں کو چنتے تھے کہ ہر شبہ کا ازالہ فرما دیا کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا کہ شفاعت اس کو پہنچے گی جس نے خدا کے سوا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرایا ہو۔ خدا کے سوا خدا کی کسی بات میں بھی یا کسی بات میں بھی خدا کا شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

اب ایک اور حدیث جو صحیح مسلم سے لی گئی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس میں یہ اذان والی بات جو میں نے ذکر کیا تھا وہ ملتی ہے۔ صحیح مسلم كتابُ الصلوٰة باب القَول مِثْلَ قَولِ المُؤذِّنِ لِمَنْ سَمِعَه ثُمَّ يُصَلِّى عَلَى النَّبِي ﷺ ثُمَّ يَسْأَلُ لَهُ الوَسِيْلَةَ۔ صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ سے یہ حدیث لی گئی ہے اور باب یہ ہے قَولِ مِثْلَ قَولِ المُؤذِّن کہ مؤذن کے قول کی طرح جو انسان سنے ثُمَّ يُصَلِّى عَلَى النَّبِي ﷺ پھر رسول اللہ ﷺ پر سلام اور درود بھیجے ثُمَّ يَسْأَلُ لَهُ الوَسِيْلَةَ پھر آپؐ کے لئے اللہ سے یہ سوال کرے کہ اسے وسیلہ بنا دے۔ اب یہاں آپ کے لئے اللہ سے سوال کرے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس کی دعا کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ وسیلہ بنیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ بننا اس کے اپنے حق میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ وسیلہ نہ ہوں تو اس کا کیا بنے گا۔ اس لئے دعائیں کیا کرو کہ رسول اللہ ﷺ کو خدا نے جو وعدہ فرمایا ہے وسیلہ بنا دے گا وہ ضرور بنا دے ورنہ تم جیسے بندوں کا کیا حال ہو گا۔ یہ مفہوم ہے اس کا۔ عاجز بندے کیا کریں گے اگر رسول اللہ ﷺ وسیلہ نہ بنیں۔

اب الفاظ حدیث کے یہ ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ اب یہاں لفظ دس گنا سے مراد یہ نہیں ہے کہ واقعۃً گن کر دس گنا رحمتیں دی جائیں گی۔ یہ ایک مبالغہ کا اظہار ہے، صیغہ ہے۔ مبالغہ تو نہیں کہنا چاہئے ایک مضمون کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کا جو اصلیت رکھتا ہو۔ مبالغے میں اصلیت نہیں رہتی تو اس لئے دس گنا سے مراد یہ ہے کہ اللہ بہت زیادہ دے گا۔ وہ ایک دفعہ درود بھیجے گا تو اللہ اس پر بہت کثرت سے رحمتیں نازل فرمائے گا اسی لئے جہاں بھی اس قسم کے الفاظ ملتے ہیں وہاں کہیں دس گنا، کہیں سو گنا، کہیں ستر گنا، کہیں سینکڑوں گنا مختلف اعداد کے ذریعے اسی مضمون کو ظاہر کیا جاتا ہے۔

اور اس میں حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ پڑھنے والے کے دل کی کیفیت پر خدا کی نظر ہے کس دل سے دعا مانگ رہا ہے، کس دل سے درود بھیج رہا ہے۔ اگر اس کے دل سے درود اس شدت سے اٹھ رہا ہے کہ اس کا شمار ممکن نہیں یعنی اس شدت کا احاطہ ممکن نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوابی رحمتیں بھی اسی تصرف سے ہونگی۔ اور اگر حدیث نبوی کی روشنی میں ادب اور احترام کے ساتھ یہ دعا پڑھتا ہے تو خواہ ہونٹوں سے ہی ادا ہو رہی ہو لیکن چونکہ نیک نیتی شامل ہے اس لئے کم سے کم جزا اس کی دس گنا ہے۔ پس دس گنا سے مراد یہ ہو سکتی ہے کہ کم سے کم دس گنا۔

پھر فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو۔ یہ جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو ملے گا۔ اب چونکہ آپ نے شفاعت کا حق آخرت کے لئے محفوظ فرما لیا تھا اس لئے یہ فرمایا جا رہا ہے کہ وسیلہ جس شان کے ساتھ میں بنوں گا اس کا اصل ملاحظہ تو تم جنت ہی میں کر سکو گے کیونکہ میرے وسیلہ بننے کے نتیجے میں تمہیں جنتیں عطا ہونگی۔ اس سے بڑھ کر اس وعدے کے پورا ہونے کا تم کیسے مشاہدہ کر سکتے ہو کہ جنت میں دیکھ لو کہ جن جنتوں میں تم کئی قسم کی نعمتیں پاتے ہو وہ تمام تر محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وسیلے سے ملی ہیں۔ اب یہاں وسیلہ شفاعت کے معنے بھی رکھتا ہے جیسا کہ اولیت اسی کو ہے دوسرے سارے نیک اعمال محمدؐ رسول اللہ کے وسیلے سے ملے ہیں خدا تعالیٰ کے تمام احکامات، تمام مناہی جو کچھ بھی قرآن کریم میں درج ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے ملے ہیں۔ اگر یہ وسیلہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

پھر فرمایا جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةَ کے الفاظ ہیں۔ اب وسیلہ مانگا اور شفاعت حلال ہو جائے گی اس کا پہلی حدیث سے کچھ اختلاف دکھائی دیتا ہے جس میں شرط تھی کہ شریک نہیں ٹھہرائے گا، کسی چیز میں شریک نہیں ٹھہرائے گا۔ یہاں ایک عام ساذکر ہے لیکن دراصل لفظ وسیلہ میں وہ بات داخل ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان آیات کی جو تشریحات فرمائی ہیں ان میں اس مضمون کو کھول دیا ہے۔ وسیلہ محمد رسول اللہ ﷺ تب بنتے ہیں جب اللہ کو مخلوق سے ملانے والے ہوں وہ پُل بن جائیں جس پر سے جا کر مخلوق خدا سے ملتی ہے۔ اور شفاعت میں جو مضمون ہے دو چیزوں کو ملا دینا اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک پہلو سے بشر تھے اور بشر بھی ایسے کہ کسی اور نبی کو ایسا بشر ہونا نصیب نہیں ہو سکا اور اس پہلو سے کلیۃً آپ بشر کے تمام لوازمات میں تمام بشریت کے ساتھ شریک تھے۔

اور دوسری طرف خدا کے ایسا ہوئے کہ تمام صفات باری تعالیٰ کو آپ نے اپنی ذات میں جاری کر لیا، اپنی ذات کا وجود مٹا دیا، یہاں تک کہ صرف دیکھنے والے کو یہ دکھائی دے کہ آپ کی صفات، آپ کی ذات، آپ کی بات چیت میں اللہ کے سوا کوئی دکھائی نہیں دے رہا۔ اس پہلو سے آپ وسیلہ ہیں بنی نوع انسان اور خدا کو جوڑنے کا۔ پس جس نے وسیلے کا مفہوم سمجھ لیا اس حدیث سے یہ مراد ہے وہ مجھ جیسا ہوگا تو میں وسیلہ بنوں گا۔ یعنی مجھ جیسا بنانے کی کوشش کرے گا تو میں وسیلہ بنوں گا۔ مجھ جیسا تو ہو کوئی نہیں سکتا مگر ویسا بننے کی کوشش تو کر سکتا ہے۔ پس اس پہلو سے یہ مطلب بنتا ہے جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔

جو مجھے وسیلہ تو کہتا ہو اور خدا سے مانگے بھی کہ اے اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وسیلہ بنا دے مگر اپنا حال یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وسیلہ بننے کے ہر معنے کو رد کر رہا ہو، جوڑ ہی نہ رکھے رسول اللہ ﷺ سے آپؐ اس کا خدا سے کیسے جوڑ ملائیں گے۔ جب ایک چیز کسی چیز سے ایک طرف سے جوڑ رکھتی ہے تو اس کا دوسری طرف سے جوڑ جو ہے اس کے درمیان وسیلہ بن جاتی ہے ان دو چیزوں کو ملا دینے کا موجب بن جاتی ہے یہ عام دنیا کا مضمون ہے، عام سائنس کا یا ہر مسئلے میں انسان کو اس کا علم ہونا چاہئے کہ ایک چیز سے جوڑ کرو گے تو دوسری طرف جوڑ ضروری ہوگا تا کہ ان دونوں کا وسیلہ بنا دے، دونوں کے درمیان ایک رابطہ پیدا کر دے۔

تو ان معنوں میں وسیلہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو سمجھے گا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔ مطلب ہے صرف اسی کی شفاعت کروں گا اور کسی کی شفاعت نہیں کروں گا اور جو ان معنوں میں وسیلہ بنتا ہے لازماً وہ شرک سے پاک ہے تو ان دو حدیثوں میں کوئی بھی تضاد نہیں ہے ایک ہی مضمون کے مختلف پہلوؤں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کبھی ایک پہلو سے کھول کر بیان کرتے ہیں کبھی دوسرے پہلو سے کھول کر بیان کرتے ہیں۔ وَلِيَقُولُوا دَرَسْتَ والا مضمون ہے تا کہ کہہ اٹھیں سارے لوگ کہ تو نے اللہ سے خوب سیکھا اور جو سیکھا وہ خوب بیان فرما دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت کے مضمون میں فرماتے ہیں ایک پہلو ہے شفاعت کا وہ دعا والا جو میں نے بیان کیا تھا وہ عمومی پہلو بھی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے: ”خدا کے اذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہو سکتی قرآن شریف کی رو سے شفاعت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے یا کوئی بلا ٹل جائے۔ پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو۔ یہی حقیقتِ شفاعت ہے“۔ (نسیم دعوت)

اس لئے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شفاعت کا اپنے آپ کو مستحق بنانا ہے پوری طرح نہ سہی کسی حد تک، اس کو چاہئے کہ اپنے بھائیوں پر اس طرح جھکے جس طرح رسول اللہ ﷺ تمام رحمتوں کے ساتھ بنی نوع انسان پر جھکے۔ اپنے بھائیوں کی طرف جھکے اور اس جھکنے میں سب سے بڑا وسیلہ دعا ہے۔ **دعا کے ذریعے اپنے تمام ضرورت مند بھائیوں کو یاد رکھیں، ہر مصیبت زدہ کو یاد رکھیں۔** یہ شفاعت کا آغاز ہے اگر ایسا نہیں کر سکو گے تو تم شفاعت کے مضمون کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ جو قرآن کریم میں مذکور ہے وہ ہرگز کفارہ نہیں ہے بلکہ نیک اعمال کی تحریک کرنے والا ایک مضمون ہے جس کے ذریعے نیکی بڑھتی ہے۔ زیادہ جو تفصیلی حصے ہیں اس کے میں چھوڑ رہا ہوں کیونکہ خواہش ہے کہ اگلے چند منٹ میں اس مضمون کو یہاں ختم کر دوں۔

فرماتے ہیں: ”انسان کی دعا اور توجہ کے ساتھ مصیبت کا رفع ہونا یا معصیت اور ذنوب کا کم ہونا یہ سب شفاعت کے نیچے ہے۔ توجہ سب پر اثر کرتی ہے خواہ مامور کو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کا نام اور پتہ بھی یاد ہو نہ ہو“۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴/مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)۔ فرماتے ہیں: ”شفاعت اعمال حسنہ کی محرک کس طرح پر ہے۔ اس کا جواب قرآن شریف ہی سے ملتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفارہ کا رنگ اپنے اندر نہیں رکھتی جو عیسائی مانتے ہیں کیونکہ اس پر حصر نہیں کیا جس سے کاہلی اور سستی پیدا ہوتی ہے“۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۹ مورخہ ۱۰/مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۲)۔ بلکہ شفاعت کا جہاں فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت قبول ہوگی وہاں یہ بھی فرمایا ہے ”اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیْبٌ“ تو کہہ دے جب میرے بندے میرے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دے میں قریب ہوں اور اس مضمون کو میں پہلے بہت کھول چکا ہوں کہ اِنِّی قَرِیْبٌ میں محمد رسول اللہ ﷺ کا قرب دراصل خدا کا قرب ہے اور یہی قرب ہے جس کو نصیب ہو اس کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت بھی لازم ہو جائے گی اور یہ قرب نصیب ہونا متقاضی ہے کہ انسان آپؐ کی صفات میں قرب حاصل کرے اور آپؐ کے پاک اعمال کے ساتھ اپنا حصہ جوڑے جو شفاعت کا مرکزی اور بنیادی مضمون ہے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شفاعت سے ایک تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے وہ مراد ہے جو مرکزی نکتہ شفاعت کا قیامت سے تعلق رکھتا ہے۔ دوسرا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے وسیع معنوں میں آپ کو اس دنیا میں خدا سے ملا ہوا ثابت کر دیا ہے ایسا ملا ہوا کہ ہر دیکھنے والا شفاعت کے متعلق صرف وعدے ہی نہ سمجھے کہ ہم سے وعدے ہوئے ہیں۔ اس دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا کی قبولیت کے نمونے اپنی آنکھوں سے اس وضاحت سے دیکھے کہ کبھی کسی اور نبی کو ایسی دعا کی اجابت نصیب نہ ہوئی۔ اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام انصاف کی نظر سے باقی انبیاء کو بھی شامل کرتے ہیں ان کی دعاؤں سے بھی بلائیں ٹالی گئی ہیں، ان کی دعاؤں سے بھی خدا کے فضل کھلم کھلا آسمان سے نازل ہوئے ہیں مگر جب محمدؐ رسول اللہ کا مقابلہ کیا جائے تو ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

اب اس کے بعد میں اصل تحریر پوری آپ کے سامنے پڑھ کے سناتا ہوں، ”آخرت کا شفیع وہ ثابت ہو سکتا ہے جس نے دنیا میں شفاعت کا کوئی نمونہ دکھلایا ہو“۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے لازم تھا کہ دنیا میں نمونہ دکھلا دیں تا کہ لوگ فرضی وعدے ہی نہ سمجھیں کہ ہمیں وعدوں پر ٹرخایا جا رہا ہے۔ ”سو اس معیار کو آگے رکھ کر جب ہم موسیٰ پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ بھی شفیع ثابت ہوتا ہے کیونکہ بارہا اس نے اترتا ہوا عذاب دعا سے ٹال دیا“۔ اور قرآن اس پر گواہ ہے۔ ”اس کی توریت گواہ ہے اسی طرح پر جب ہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ کا شفیع ہونا اجلیٰ بدیہیات معلوم ہوتا ہے“۔ بدیہیات میں یعنی جو چیزیں واضح ہیں، ظاہر ہیں ان میں سب سے زیادہ روشن ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی قبولیت دعا کے نمونے ہیں جو اس دنیا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

”آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ آپ نے غریب صحابہ کو تخت پر بٹھا دیا“۔ جو یہاں تخت پر بٹھا سکتا ہے، یہاں کرسی نصیب ہو سکتی ہے اس کی دعا سے تو قیامت کے دن کی دعا کے متعلق شک کیسے باقی رہ جاتا ہے کہ اس شخص کی قیامت کے دن دعا قبول نہیں ہوگی جس کا اللہ نے اس سے وعدہ کر رکھا ہے۔ ”اور آپ کی شفاعت کا ہی اثر تھا کہ وہ لوگ باوجود اس کے کہ بت پرستی اور شرک میں نشوونما پایا تھا ایسے موحد ہو گئے جن کی نظیر کسی زمانے میں نہیں ملتی“۔ تو شفاعت کا مستحق بھی بنایا آپؐ ہی نے۔ موحد نہ بناتے تو شفیع کیسے بن سکتے تھے تو اس دنیا میں موحد بنا کر دکھا دیا اور تم کسی بات میں شک کرتے ہو پھر، جب تمہیں وہ کچھ بنا دیا جس کے لئے شفاعت کا قبول کیا جانا ضروری ہے یعنی موحد کے لئے اس دنیا میں وعدہ پورا کر دیا۔ ”پھر آپ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپ کی پیروی کرنے والے خدا کا سچا الہام پاتے ہیں“۔ یعنی ازمنۂ گزشتہ کی بات نہیں کر رہے مسیح موعود اپنے وجود کو پیش کر کے بتا رہے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ہے جس کا اس دہریت کے زمانے میں میرے ذریعے اظہار ہو رہا ہے۔

فرماتے ہیں: ”پھر آپ کی شفاعت کا ہی اثر ہے کہ اب تک آپ کی پیروی کرنے والے خدا کا سچا الہام پاتے ہیں“۔ اب پیروی کرنے والوں میں اگرچہ اس زمانے میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کسی پر بھی اس کا اطلاق نہیں ہوتا مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح آنحضرتؐ کے ذکر میں موسیٰ کا بھی ذکر کیا ہے جو نسبتاً ادنیٰ درجہ کے نبی ہیں یا خدا تعالیٰ کی قربت کے لحاظ سے نسبتاً ادنیٰ آدمی تھے مگر اپنے ساتھ دوسرے بزرگوں کا بھی ذکر فرما دیا جو امت محمدیہ میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک پیدا ہوتے رہے ہیں۔ فرمایا ”اب تک آپ کی پیروی کرنے والے خدا کا سچا الہام پاتے ہیں“۔ یعنی ایک بھی زمانہ ایسا نہیں آیا جس زمانہ کے انسان محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے ان معنوں پر ذاتی اطلاع نہ پا چکے ہوں۔ جس کی برکت سے ہر زمانے میں ملہم بنی نوع انسان کی بھلائی میں، ان کے حق میں دعائیں کرنے والے، الہاماً خوش خبریاں پانے والے اور ان کی بلائیں دور کرنے والے موجود ہوں ہر صدی میں، ہر صدی کے ہر زمانے میں وہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پر شک کرنے کا کیا حق رکھتا ہے جس کی برکت سے اس کے ادنیٰ غلام، اس کے خاک پا پر فخر کرنے والے اس مرتبے کو پہنچ جائیں اندازہ کرو کہ اس کا اپنا مرتبہ کیا ہوگا۔

”مگر مسیح ابن مریم میں یہ تمام ثبوت کیونکر اور کہاں سے مل سکتے ہیں“۔ یہ حضرت مسیح کے کفارہ کے جواب میں چونکہ یہ بیان ہے تو فرمایا مسیح کے کفارہ کا موازنہ اس شفاعت سے کر کے دیکھو تو اس کی تو کچھ بھی حیثیت دکھائی نہیں دیتی۔ اس کفارہ کے عقیدے نے تو دنیا کو گناہوں پر دلیر کر دیا ہے اور اس کثرت سے بے حیائی پھیلی ہے کہ ہر بے حیائی کے پھیلنے کا منبع اس وقت، ایک انتہائی دردناک بات سہی مگر، وہ لوگ ہیں جو مسیح کو خدا مانتے ہیں، جو مسیح کے کفارے کے قائل ہیں باقیوں نے بھی ان سے خوب مقابلے کئے، اس دوڑ میں بہت آگے بڑھے ہیں، بے حیائیوں میں انہوں نے بھی کمی کوئی نہیں کی مگر منبع کا سہرا بگڑی ہوئی عیسائیت کے سر ہے۔

پس شفاعت کے اس مضمون کو سمجھیں اور اس مضمون کو سمجھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شفاعت کا اپنے آپ کو اہل بنانے کی کوشش کریں تو پھر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے صرف آخرت نہیں دنیا بھی سنور جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

"خدا خوش ہو گیا"

(فہیم احمد خادم۔ ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر۔ گھانا)

"بیٹا" یہ لفظ کتنا سندر اور پیارا ہے۔ بیٹا کمسن ہو تو دل بے اختیار اس پرواری ہوا جاتا ہے۔ اس کی ہر ادا دلبرانہ ہوتی ہے۔ والد دن بھر کی مشقت کے بعد گھر واپس آئے تو اس کی اک مسکراہٹ، ساری تھکان دور کر دیتی ہے۔ والدہ کے لئے تو آنکھوں کا تارا ہوتا ہے۔ دن رات کے کام کاج سے تھکی ہاری کے لئے، اس کی توتلی زبان کے دو بول ہی راحت کا سامان ہیں۔ پھر اگر یہ بیٹا سب سے چھوٹا ہو تو وہ کچھ زیادہ ہی پیار لیتا ہے۔ والدین کو اس کے نخرے سہنا اور ضد پوری کرنا اچھا لگتا ہے۔ کبھی والدین کسی بات پر ناراض ہونے لگیں تو اس کی چھوٹی سی شرارت اور معصومیت سارے غصے کو کافور کر دیتی ہے۔ یہ سب فطرتی محبت کے بے ساختہ کرشمے ہیں۔ اس محبت میں انسان بے بس اور بے اختیار ہے۔

بچے کو ذرا سی تکلیف پہنچ جائے تو والدین بے چین ہو جاتے ہیں راتوں کی نیند اور دن کا سکون چھن جاتا ہے۔ وہ بچے کے آرام کی خاطر اپنا سکون تج کر دیتے ہیں اور اس کے لئے بیتاب ہو جاتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ بچہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تو والدین کو چپ سی لگ جاتی ہے بعض تو مارے غم کے ہوش و حواس کھو بیٹھتے ہیں۔ اور بعض خدا سے شکوہ و شکایت کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے میں بعض والدین صبر و رضا کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ بعض والدین اس رضا بقضاء الٰہی میں معراج کو جا پہنچتے ہیں۔ یہ والدین کونسے ہیں آیئے دیکھتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ کوئی عام ولادت نہ تھی۔ اس سے قبل حضور کے تین بیٹے حیات تھے۔ یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانیؓ)، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ حضور کو خدا تعالیٰ نے چوتھے بیٹے کی بشارت دی تھی۔ الہامات میں اس ہونے والے نومولود کو "غلاماً زکیا" یعنی "پاک لڑکا" قرار دیا گیا۔ حضور آپ کی پیدائش سے قبل، آپ کے بارہ میں اپنی رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس لڑکے کی مجھ میں روح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ انی اسقط من اللہ واصیبہ یعنی اب میرا وقت آگیا ہے اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا"۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۷)

آپ ۱۴/جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس ولادت پر بے حد خوش تھے۔ اس خوشی میں مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان میں تعطیل کر دی گئی۔ ۲۶/جون ۱۸۹۹ء بروز سوموار آپ کا عقیقہ بڑی دھوم دھام سے ہوا اور کثیر احباب نے اس تقریب میں شرکت کی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، حضرت مسیح موعودؑ کے بے حد لاڈلے تھے۔ آپ بڑے ذہین اور نیک سیرت تھے۔ کچھ ایسے نیک طبع تھے کہ لوگ انہیں 'ولی، ولی' کہہ کر پکارتے تھے۔ طبیعت کے حلیم تھے۔ زیادہ عرصہ بیمار رہے۔ بیماری کے ایام میں کڑوی دوائی بھی بخوشی پی لیا کرتے تھے۔ قرآن مجید ختم کر لیا تھا اور اردو لکھ پڑھ سکتے تھے۔ ابھی آپ کی عمر ۸ سال ہوئی کہ آپ شدید بیمار پڑ گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ دن رات آپ کی تیمارداری میں مصروف نظر آتے اور بڑے درد و الحاح سے آپ کے لئے دعائیں کرتے۔ بیماری مسلسل بڑھ رہی تھی اور کامل شفا ہونے میں نہ آتی تھی۔

ان بیماری کے ایام میں کسی شخص نے خواب دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی شادی ہو رہی ہے۔ حضور نے یہ سن کر فرمایا: "معبرین نے لکھا ہے کہ اس کی تعبیر تو موت ہے مگر اسے ظاہری رنگ میں پورا کرنے سے بعض اوقات تعبیر ٹل جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک شفیق اور بے حد پیار کرنے والے باپ نے دعاؤں کے ساتھ ساتھ، اپنے بیٹے کی بقاء کے لئے یہ تدبیر بھی کر ڈالی۔ ۳۰/اگست ۱۹۰۷ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کا نکاح عزیزہ مریم صاحبہ بنت مکرم حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب سے پڑھایا گیا۔ اس نکاح کا اعلان حضرت حکیم نورالدین صاحب بھیرویؓ (خلیفۃ المسیح الاول) نے خود کیا۔

بیماری کا علاج بھی پوری توجہ سے جاری تھا۔ دعاؤں کی بھی کوئی کمی نہ تھی لیکن خدا کی تقدیر مبرم اٹل تھی۔ وہی ہوا جس کا حضرت مسیح موعودؑ، آپ کی پیدائش سے پہلے اور بعد میں بھی اکثر ذکر فرماتے تھے کہ:

"لڑکا یا تو بہت خدا رسیدہ ہو گا یا بچپن میں فوت ہو جائے گا"۔

آخر ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء کو حضرت مسیح موعودؑ کا لخت جگر اور عزیز بیٹا حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد خدا کو پیارا ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس وقت ان کی عمر صرف آٹھ سال اور چند ماہ تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اس عزیز اور پیارے بیٹے کی اس کمسنی کی وفات پر کس قدر حزیں ہوئے، تاریخ احمدیت صرف اتنا بتاتی ہے کہ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ بڑے اطمینان سے بستہ کھولا اور بیرونی احباب کو اس مضمون کے خط لکھنے بیٹھ گئے کہ:

"مبارک احمد فوت ہو گیا ہے اور ہم کو اللہ کی قضاء پر راضی رہنا چاہئے۔ اور مجھے بعض الہاموں میں بتلایا گیا تھا کہ یا یہ لڑکا بہت خدا رسیدہ ہو گا اور یا بچپن میں فوت ہو جائے گا۔ سو ہم کو اس لحاظ سے خوش ہونا چاہئے کہ خدا کا کلام پورا ہوا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ضمن میں اپنے ایک الہام کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا:

"جب یہ الہام انی اسقط من اللہ و اصیبہ ہوا تھا تو میرے دل میں کھٹکا ہی تھا۔ اسی واسطے میں نے لکھ دیا تھا کہ یا یہ لڑکا نیک ہو گا، رو بخدا ہو گا اور یا یہ کہ جلد فوت ہو جائے گا"۔

(بحوالہ اصحاب احمد جلد اول، مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ صفحہ ۳۵)

حضور کا راضی برضا ہونا، صرف اپنی ذات کی حد تک محدود نہ تھا بلکہ دوسروں کو بھی اسی کی نصیحت فرماتے تھے۔ جو احباب آپ سے اظہار ہمدردی اور افسوس ظاہر کرنے آتے تو حضور ان سے اس رنگ میں گفتگو فرماتے کہ گویا صدمہ انہیں پہنچا ہے۔ اور حضور ان کو تسلیاں دے رہے ہیں اور حوصلہ بڑھا رہے ہیں۔

یہ دلی اطمینان اور طمانیت! اس کا حصول کس طرح ممکن ہے؟ یہ کتنا حیران کن امر ہے؟ آخر اس کی بناء کیا ہے؟

یہ وہ خدا والے لوگ ہیں جن کی زندگی کا محور صرف خدا کی ذات ہوا کرتی ہے۔ یہی تعلق دائمی اور پختہ ہے۔ باقی تمام تعلقات اسی کی ذیل میں آتے ہیں۔ اسی کی رضا انہیں عزیز ہوتی ہے اگر باقی سب تعلقات کالعدم ہو جائیں تو انہیں اس کی ذرا بھی پروا نہیں ہوتی۔ ہاں انہیں تو صرف اس تعلق کا پاس ہے اور اس کی رضا ان کا مقصود و منتہاء ہے۔

یہ وہ خدا رسیدہ ہستیاں ہیں جو خدا کی بے شمار نعماء کے بالمقابل ایک چھوٹی سی نعمت کے چھن جانے پر دلبرداشتہ نہیں ہوتے، فکرمند نہیں ہوتے بلکہ ہر آن عطاء کرنے والے کی چوکھٹ پر شکر و سپاس کے ساتھ سجدہ ریز رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عظیم سانحہ کے موقع پر فقط اتنا فرمایا:

"خدا تعالیٰ اتنی مدت سے ہم پر رحم کرتا آیا ہے۔ ہر طرح سے ہماری خواہش کے مطابق کام کرتا آیا ہے اس نے اٹھارہ برس کے عرصے میں ہم کو طرح طرح کی خوشیاں پہنچائیں اور انعام و اکرام کئے گویا کہ اپنی رضا پر ہماری رضا کو مقدم کر لیا۔ پھر اگر ایک دفعہ اس نے اپنی مرضی ہم کو منوانی چاہی تو کونسی بڑی بات ہے۔ اگر ہم باوجود اس کے اس قدر احسانات کے پھر بھی جزع فزع اور واویلا کریں تو ہمارے جیسا احسان فراموش کوئی نہ ہو گا"۔

حضور اس ضمن میں اوروں کو بھی رضا بہ قضاء الٰہی کا نمونہ دکھانے کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دوستی تو اسی کو کہتے ہیں کہ کچھ دوست کی باتیں مانی جائیں اور کچھ اس کی منوائی جائیں یہ تو دوستی نہیں کہ اپنی ہی اپنی منواتے جانا اور جب دوست کی بات ماننے کا وقت آئے تو برا منانا۔ پس جبکہ ہم نے خدا تعالیٰ سے تعلق کیا ہے تو چاہئے کہ کچھ اس کی مانیں اور کچھ اس سے منوائیں"۔

(تشحیذ الاذہان اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۵۔ بحوالہ اصحاب احمد جلد ۱ صفحہ ۴۱ مرتبہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے)

مال کے چھن جانے پر غم تو اسے ہو گا جو مال کو اپنی ملکیت تصور کرے گا۔ جو لوگ اولاد کو پرایا مال تصور کریں تو پھر اس مال کے چھن جانے پر غم کیوں کریں؟ وہ تو ہمہ وقت سکینت میں ہیں۔ وہ تو فیصلہ کر چکے ہوتے ہیں کہ اولاد خدا کا دیا ہوا مال ہے۔ وہ جب چاہے واپس لے لے۔ سب اس کا اختیار ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہی شیوہ تھا۔ آپ برملا فرمایا کرتے تھے:

"ہم نے تو اپنی اولاد وغیرہ کا پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سب خدا کا مال ہے اور ہمارا اس میں کچھ تعلق نہیں اور ہم بھی خدا کا مال ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کو غم نہیں ہوا کرتا"۔

(الحکم ۲۴/ستمبر ۱۹۰۷ء۔ بحوالہ اصحاب احمد جلد ۱ صفحہ ۴۱۔ مرتبہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے)

کیا حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات پر، صرف ان کے والد محترم نے ہی صبر و رضا کا نمونہ دکھایا؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ اس میدان میں حضرت ام المومنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں۔ آپ بھی خدا کی رضا کے حصول میں پیش پیش رہیں۔ ایک والدہ کے لئے، اس کا بیٹا، کتنا عزیز ہوتا ہے؟ وہ تو سراپا ممتا ہے۔ پیار کی دیوی ہے بچوں کے لئے محبت کا بہتا سمندر ہے پھر ایسی پیار کرنے والی ہستی کی گود دیکھتے دیکھتے خالی ہو جائے اور لختِ جگر ایسا کہ جس نے ابھی زندگی کی صرف آٹھ بہاریں دیکھی ہوں۔ کتنے ارمان مچلتے ہونگے اس والدہ کے دل میں، کتنے طوفان موجزن ہونگے اس کے من میں کہ اس کا لختِ جگر، کمسنی کی حالت میں ہی خدا کو پیارا ہو چلا ہے لیکن آسمان ششدر ہے اور زمین انگشت بدنداں کہ اس صبر و رضا کی دیوی نے فقط انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور چپ ہو رہیں اور اپنے سارے ارمان اور حسرتیں صرف اس فقرہ کی نذر کر دیں۔ اور اپنی جملہ خواہشات پر اپنے مولا کی رضا کو مقدم کر لیا۔

تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ ہو۔ وہ خدا جو عرش پر اپنے ان پیاروں کی ان دلربا اداؤں کو بڑی محبت سے دیکھ رہا تھا وہ خوشی سے جھوم اٹھا اور اپنے بندوں کو ان الفاظ میں خوشی کی نوید سنائی:

"خدا خوش ہو گیا"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کل والا الہام کہ "خدا خوش ہو گیا" ہم نے اپنی بیوی کو سنایا تو اس نے سن کر کہا کہ مجھے اس الہام سے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ اگر دو ہزار مبارک احمد بھی مر جاتا تو میں پرواہ نہ کرتی"۔

(الحکم ۲۴/ستمبر ۱۹۰۷ء۔ بحوالہ اصحاب احمد جلد ۱ صفحہ ۳۹۔ مرتبہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات پر جو چند اشعار کہے وہ بھی رضا برضاء الٰہی کا درس دیتے ہیں۔ فرمایا:

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے ہمارے دل کو حزیں بنا کر
کہا کہ آئی ہے نیند مجھ کو یہی تھا آخر کا قول لیکن
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے بھی ہم پھر جگا جگا کر
برس تھے آٹھ اور کچھ مہینے کہ جب خدا نے اسے بلایا
بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

حضور نے آخری مصرعہ میں کتنی کھری اور

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

☆...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام مذاہب باطلہ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آئے تھے لیکن بہائیت کے خلاف کچھ نہیں کیا؟۔ حضور انور نے فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ریویو میں بہائیت کے خلاف آپ کے نام کے بغیر بہت مفصل مضامین چھپتے رہے۔ بہائیوں کی حیثیت ایسی تھی کہ انہوں نے اپنی موت آپ ہی مر جانا تھا۔ دوسرے ان کی بنیاد ہی کوئی نہیں۔ اس لئے ان کے مقابلہ کی ضرورت ہی نہ تھی۔

☆...... درود میں برکتوں اور رحمت کے لئے دعا کا کیا مطلب ہے؟۔ حضور نے فرمایا تعداد کا بڑھنا اور ترقیات برکتیں ہیں۔ اور نشانات کا اترنا رحمتیں ہیں۔

☆...... یاجوج اور ماجوج دو بڑی طاقتیں روس اور امریکہ ہیں۔ روس تو گیا۔ اب باقیوں کا کیا ہوگا؟ حضور انور نے فرمایا کہ روس ایک زخمی ریچھ ہے اس لئے اسے right off نہیں کیا جا سکتا۔ تجارت کے لحاظ سے مافیا بن گیا ہے اور اس کے ساتھ شرارت ہوئی ہے۔ اس لئے باقیوں کی باری آنے والی ہے۔

☆...... کیا کسی کو مسلمان سمجھنا یا نہ سمجھنا انسان کا بنیادی حق ہے؟ حضور نے فرمایا سمجھنے کا معاملہ بنیادی حق ہے۔ لیکن کسی کو اپنے آپ کو کچھ سمجھنے سے محروم کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ اگر آپ کسی کو مسلمان نہ سمجھیں تو آپ کو حق ہے لیکن آپ کو یہ حق بالکل نہیں کہ اگر کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہے تو آپ کہیں کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے بعض لوگوں کے بارے میں بتایا کہ یہ مسلمان نہیں ہیں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو کسی کو حق نہیں کہ وہ انہیں مسلمان نہ کہیں۔

☆...... یو۔ کے۔ میں بہت سی Charities ہیں۔ کیا ہم بھی بعض میں حصہ لے سکتے ہیں؟ فرمایا یہ طوعی تحریکات ہیں جن کے معاملات پر تسلی ہو انہیں دیں۔

☆...... اگر کوئی غیر احمدی معاند ہو تو اس کی قبر پر دعا کی جا سکتی ہے؟ فرمایا دعا کی جا سکتی ہے لیکن جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ اس کے علاوہ بھی چند سوالات کئے گئے۔

بدھ ۳۱/مارچ ۱۹۹۹ء:

آج ایک پرانی ملاقات کا پروگرام نشر کیا گیا۔ چند اہم سوالات یہ تھے:

☆...... قرآن مجید میں الرجال قوامون علی النساء۔ قرآن مجید مرد کے قوام ہونے کی وجہ مرد کا مال کمانا بتاتا ہے تو مغربی ممالک میں جو مرد بے کاری الاؤنس لیتے ہیں تو کیا پھر بھی وہ وجہ فضیلت قائم رہتی ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ فضیلت کی وجوہات میں سے مال کمانا صرف ایک وجہ ہے۔ مرد ویسے ہی قوام ہے۔

☆...... قرآن مجید میں جب خدا تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" تو انہوں نے عرض کیا "اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا" تو کیا فرشتوں نے اس خیال سے کہا کہ ہم تو امن پسند ہیں ہم میں سے کیوں نہیں بنایا؟ حضور انور نے تفصیل کے ساتھ جواب ارشاد فرمایا۔

☆...... وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا میں کُلَّهَا سے کیا مراد ہے؟۔ حضور انور نے اس کا بھی مفصل جواب ارشاد فرمایا۔

☆...... میوزک کے بارے میں حضور انور کے کیا ارشاد ہے؟ ☆...... منطق الطیر سے کیا مراد ہے؟

جمعرات، یکم اپریل ۱۹۹۹ء:

آج حضور انور کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۰ جو ۱۴/جون ۱۹۹۴ء کو پہلی بار ریکارڈ اور براڈ کاسٹ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲/اپریل ۱۹۹۹ء:

فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ ۲۹/مارچ کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کا پروگرام آج یعنی ۲/اپریل کو براڈ کاسٹ ہوا۔

☆...... کوسووو (Kosovo) کے بارے میں حضور انور کا کیا خیال ہے۔ حضور انہیں مشورہ دیں؟۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا، میرا مشورہ کوئی نہیں سنے گا۔ اگر Nato والے سنجیدہ طور پر ہمدرد ہوتے تو اور قسم کے اقدام اختیار کرتے۔ حالت بہت خطرناک ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمانوں کو دھوکہ میں رکھا ہوا ہے اور وہ اس بمباری سے خوش ہو رہے ہیں۔ پبلک کو یہ کہہ کر کہ وہ صرف فوجی ٹھکانوں اور اسلحہ کے ڈپوؤں پر بمباری کریں گے انہیں بے وقوف بناتے چلے جا رہے ہیں۔ اس کے برعکس اگر وہ پہلے Armed Forces کو آباد علاقوں میں بھیج کر ان کی حفاظت کا انتظام کر دیتے تو کوسووو کے مسلمانوں کو وہاں سے ہجرت نہ کرنی پڑتی۔ حضور نے فرمایا آپ دجال کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ یہ وہ طاقت ہے جس کے خلاف تمام انبیاء پہلے سے پیشگوئیاں کرتے چلے آئے ہیں۔ اس صورت حال کا علاج صرف دعا ہے اور وہ بھی احمدیوں کی دعائیں۔

☆...... موبائل فون اور کمپیوٹر کی شعاعوں میں تابکاری اثر ہوتا ہے کیا اسے زائل کرنے کے لئے کوئی ہومیوپیتھی دوا ہے؟۔ فرمایا ہاں Radium Bromatum ایک لاکھ (C.M.) طاقت میں۔

☆...... تبلیغ ہر مسلمان کا فریضہ ہے لیکن میں ۱۴ سال کی عمر میں confidence نہیں رکھتا اور نہ ہی زیادہ علم رکھتا ہوں تو میں کیا کروں؟ حضور انور نے فرمایا کہ اگر بچوں کی تربیت بچپن سے ٹھیک ہو تو بچے کلاس میں کھڑے ہو کر استاد کو حضرت عیسیٰ کے متعلق اسلامی تعلیم سے روشناس کرتے ہیں اور میرے پاس کئی رپورٹس آتی رہتی ہیں کہ عیسائی لوگ بچوں کے جوابات سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف آ رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ آپ کے والدین نے چھوٹی عمر سے صحیح اسلامی تعلیم اور عقائد سے روشناس نہیں کرایا۔

☆...... ابولہب تو بہت برا انسان تھا اس کا نام قرآن مجید میں کیوں لیا گیا ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا قرآن مجید میں تو شیطان کا نام بھی لیا گیا ہے انسان کو مجسم برائی سے روشناس کرنے اور متنبہ کرنے کے لئے۔

☆...... الجیریا میں دو ہفتوں کے بعد ہونے والے انتخابات کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے؟

☆...... اگر کوئی عیسائیت سے مسلمان ہو تو کیا وہ اپنے عیسائی رشتہ داروں کے ساتھ تہوار منا سکتا ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ اگر بچوں کو لے کر جاؤ گے تو وہ ضرور متاثر ہونگے۔ اس لئے بچوں کے مستقبل کے بچانے کے لئے پرہیز لازم ہے۔

☆...... احمدی لوگ حضور سے دعا بھی کرواتے ہیں اور حضور بچوں کے نام ان کی پیدائش سے پہلے ہی دے دیتے ہیں۔ حضور تشریح فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بچے کی پیدائش سے قبل نام پوچھنے کی صورت میں میں دونوں نام ایک لڑکے اور ایک لڑکی کا نام دے دیتا ہوں۔ لیکن اگر غلطی سے غیر ارادی طور پر ایک ہی نام دے دوں تو اکثر صورتوں میں بچہ اس نام کی جنس کے مطابق پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جرمنی سے ایک دلچسپ خط یہ موصول ہوا کہ ڈاکٹروں نے حتمی طور پر لڑکی پیدا ہونے کی خبر دے رکھی تھی اس لئے انہوں نے لکھا کہ آپ لڑکی کا نام تجویز کر دیں اور میں نے غیر ارادی طور پر لڑکے کا نام بھجوا دیا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو لڑکا تھا اور ڈاکٹر بھی بہت حیران ہوئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرے خیال میں خدا تعالیٰ احمدیت کے پیغام اور ایمان کو تقویت دینا چاہتا ہے۔ حضور نے مزید یہ فرمایا کہ بعض دفعہ لوگ خدا کو مجبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور لڑکے کا نام ہی تجویز کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ شاید نام کی وجہ سے لڑکا ہو جائے۔ لیکن میں ایسا نہیں کرتا۔ کیونکہ خدا کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔

☆...... آج سے بیس سال کے بعد دنیا کا کونسا حصہ سب سے زیادہ آباد ہوگا؟۔ حضور نے فرمایا میں کوئی پیشگوئی نہیں کر سکتا کیونکہ اس عرصہ میں کئی مصائب، آفات اور وبائیں متوقع ہیں۔ جنگ بھی ہو سکتی ہے۔

☆...... برٹش گورنمنٹ نے طالبعلموں کے وظائف وغیرہ پر پابندی لگا دی ہے۔ کیا احمدی طالب علم بینکوں سے قرض لے لیں؟ حضور انور نے فرمایا نہیں، سود پر قرض نہیں لینا۔ امیر صاحب سے مشورہ کریں اور مجھے بھی خط لکھیں۔

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اترتے ہیں۔

(سیدنا حضرت مسیح موعودؑ)

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . *the worldclass fabric manufacturers*

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Pleasecontact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

جماعت احمدیہ کے معاند اور برصغیر کے ایک معروف اخبار "زمیندار" کے ایڈیٹر

ظفر علی خان اور احمدیت

چند تاریخی حقائق و واقعات

گاہے گاہے بازخواں ایں قصۂ پارینہ را

(بشیر احمد زاہد)

(تیسری قسط)

اب میں مولوی ظفر علی خان کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں اور وہ بھی مجلس احرار کے ایک لیڈر مظہر علی اظہر کے قلم سے۔ ہاں! وہی مظہر علی اظہر جس نے قائداعظم کے خلاف یہ گند اگلا تھا:

"اِک کافرہ کے واسطے اسلام کو چھوڑا
یہ قائداعظم ہے کہ ہے کافراعظم"

(تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ صفحہ ۲۷۴)

مولوی ظفر علی خان احراری لیڈروں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

(احراریو!) "کان کھول کر سنو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے......... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا......... مرزا محمود کے ساتھ ایسی جماعت ہے جو تن، من، دھن بھی اس کے ایک اشارے پر اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار ہے......... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑھ رکھا ہے"۔

(ایک خوفناک سازش صفحہ ۱۹۵،۱۹۶)

مولوی ظفر علی خان کا یہ حقیقت افروز بیان مجلس احرار کے ماضی اور مستقبل کی تمام حسرتناک ناکامیوں اور نامرادیوں کا آئینہ دار ہے۔ وہ احمدیوں کی جتنی چاہیں مخالفت کریں، عوام اور حکومتوں کو اپنے ساتھ ملا لیں، کامیابی کبھی بھی ان کے پاؤں نہیں چوم سکتی۔ کیونکہ ان کے پاس نہ قرآن ہے نہ قرآن کا علم جبکہ احمدیوں کے پاس قرآن ہے اور جب تک قرآن کے علم کی شمع ان کے سینوں میں جگمگاتی رہے گی ان کا ہر قدم اس کی روشنی میں اٹھتا رہے گا۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں ان کے ہر امام کو بکثرت ایسے فدائی ملتے رہیں گے جو اس کے ادنیٰ اشارے پر اپنا تن من دھن اس کے پاؤں پر نچھاور کرنے کو تیار رہیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔

مگر اس کے برعکس ان کے بزرگ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا اپنے مصاحبین کے متعلق یہ کہنا ہے جو انہوں نے ایک سرد آہ بھر کر کہا تھا "میں کنوں کواں۔ میرے تے ساتھی ای میرے کولوں وچھڑ گئے"۔ میں کسے کہوں میرے ساتھی ہی مجھ سے بچھڑ گئے اور بچھڑ گئے ہیں"۔

(چٹان ۲ ستمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۱)

پھر ان کی حسرتناک وفات جن حالات میں ہوئی۔ اسرار بصری لکھتے ہیں:

"سید عطاء اللہ شاہ بخاری لسان العصر تھے۔ امرتسر میں ایک چھوٹا سا مکان بنوایا۔ وہ آزادی وطن کی نذر ہو گیا۔ پاکستان میں انہیں کچھ نہ ملا۔ ایک کرائے کے مکان میں لکڑے کے ایک تختے پر اللہ کے ہاں چلے گئے"۔

(چٹان ۱۷ فروری ۱۹۷۵ء صفحہ ٦)

اسرار بصری نے یہ سخت غلط بیانی کی ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا چھوٹا سا مکان آزادیٔ وطن کی نذر ہو گیا (اور) پاکستان میں انہیں کچھ نہ ملا۔ حالانکہ وہ تو تحریک پاکستان کے سخت دشمن تھے اور متحدہ ہندوستان کے پرزور حامی تھے۔ اور ان کی یہ پاکستان دشمنی کھل کر ۱۹۵۳ء کی تحریک میں سامنے آگئی تھی جب انہوں نے پاکستان کی تخریب اور بربادی کے لئے تباہ کن شورش پیدا کی تھی۔ (ملاحظہ ہو تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ) جبکہ ہندوستان کی فوج پاکستانی سرحد پر آچکی تھی۔

☆......☆......☆

مسئلہ جہاد کی حقیقت کے بارے میں مولوی ظفر علی خان کے کیا خیالات تھے؟ اس کے لئے درج ذیل دو اقتباس پڑھئے۔ آپ لکھتے ہیں:

"اس آیت (جَاهِدهُم بِه جِهاداً كَبِيرا۔ ناقل) میں "جاهِدهُم" سے مراد یہ ہے کہ کافروں کو وعظ و نصیحت اور انہیں تبلیغ کر کے سمجھانا۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں یہی روشنی ڈالی ہے"۔ (زمیندار ۲۵ جون ۱۹۳۱ء)

پھر لکھتے ہیں:

"اسلام نے جب کبھی جہاد کی اجازت دی ہے مخصوص حالات میں دی ہے۔ جہاد ملک گیری کی ہوس کا ذریعہ تکمیل نہیں۔ اس کے لئے امارت شرط ہے۔ اسلامی حکومت کا نظام شرط ہے۔ دشمنوں کی پیش قدمی شرط ہے۔ اتنی شرطوں کے ساتھ جو مسلمان خدا کی راہ میں نکلتا ہے اسکو کوئی مطعون نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر مسلمانوں نے اپنی حکومت و سلطنت کے زمانے میں کبھی ملک گیری کے لئے، توسیع مملکت کے لئے، اقوام و امم کو غلام بنانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے تو اس کا جہاد سے کوئی تعلق نہیں"۔ (زمیندار ۱۴ جون ۱۹۳۶ء)

☆......☆......☆

اب میں یہاں دو واقعات محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کی زبان قلم سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"نومبر ۱۹۴۰ء میں اسمبلی میں بجٹ کے دوران بحث میں نواب صاحب آف ڈیرہ نے مجھ سے کہا تھا کانگرس کے اراکین اپنی تقاریر میں شلوک اور منتر پڑھ کر اپنے دلائل کی پختگی ثابت کرتے ہیں کیا ہم بھی مجاز ہیں کہ قرآن کریم کی آیات سے استدلال کریں۔ میں نے کہا آپ بھی ویسے ہی آزاد ہیں۔ خود میں نے اپنی تقریر کے ہر نکتے کی قرآن کریم سے سند پیش کی ہے۔ میری تقریر کے خاتمے پر مولانا ظفر علی خان صاحب اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے پاس آئے اور بڑے جوش سے کہا کہ آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے"۔

"حکومت کی پبلسٹی کے محکمے نے میری خواہش یا اشارے کے بغیر میری تقریر کے اردو ترجمہ کو ایک لاکھ کی تعداد میں چھپوا کر نشر کیا اور اس طرح ان مسائل پر قرآن کریم کی تعلیم کے خلاصے کی وسیع اشاعت ہو گئی۔ فالحمد للہ"۔

(تحدیث نعمت صفحہ ۴۴۰)

خدا کی شان دیکھئے! کہ ۱۹۳۶ء میں جب محترم چوہدری صاحب کا نام وائسرائے ہند کونسل میں بطور مسلمان نمائندہ پیش ہوا تھا تو مولوی ظفر علی خان نے وائسرائے ہند کے نام "مکتوب مفتوح" کے عنوان سے ایک خط اخبار میں شائع کیا تھا کہ ظفر اللہ مسلمان نہیں ہے اس کو مسلمانوں کا نمائندہ نہ منتخب کیا جائے۔ مگر آج اسی چوہدری ظفر اللہ خان کے بارے میں وہ کیا اظہار خیال فرما رہے ہیں؟۔

محترم چوہدری صاحب دوسرے واقعہ کی نسبت لکھتے ہیں:

"اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا۔ قاضی محمد احمد کاظمی صاحب نے اسمبلی میں خلع کے متعلق ایک مسودہ قانون پیش کیا تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان شادی شدہ عورتوں کو ہندوستانی عدالتوں میں خلع حاصل کرنے میں جو مشکلات پیش آتی ہیں ان کا ازالہ کیا جائے۔ اس مسوّدے میں ایک دفعہ یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان عورت اسلام ترک کر کے کوئی ایسا مذہب اختیار کرے جس مذہب کی پیرو عورت کے ساتھ مسلمان مرد کا نکاح شرع محمدی کی رو سے جائز ہے تو ایسی صورت میں عورت کے ترک اسلام کی وجہ سے اس کا نکاح فسخ نہ ہوگا۔ ہندو اراکین کی طرف سے اس دفعہ کی مخالفت کی گئی تھی حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا تھا کہ مذہبی معاملہ ہے اس لئے اسمبلی کے سرکاری اراکین اس میں غیر جانبدار رہیں گے۔ اگر یہ صورت قائم رہتی تو اسمبلی میں مسوّدے کی یہ دفعہ منظور نہ ہو سکتی تھی۔ سید غلام بھیک نیرنگ صاحب چند دیگر مسلم اراکین کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تم اس معاملے میں حکومت کا موقف بدلوانے کی کوشش کرو۔ میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ لیکن یہ مسئلہ اس غلط مسئلے کی شاخ ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے۔ اور جہاں یہ سزا عائد نہ کی جا سکے وہاں دیوانی حقوق ساقط ہو جاتے ہیں۔ قرآن کریم سے واضح ہے کہ ارتداد ایک قبیح اخلاقی و روحانی فعل ہے جو اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی کا موجب ہے لیکن اگر ارتداد تبدیلیٔ عقیدہ تک محدود ہو اور اس کے ساتھ کوئی اور جرم شامل نہ ہو تو اس کی جسمانی سزا کوئی نہیں۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات کریمہ اس پر دلیل ہیں۔ اس بنا پر میں مسودہ کی اس دفعہ کی سرکاری تائید کے حصول کے لئے کوشش کر سکتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ بفضل اللہ کامیابی بھی ہو جائے گی لیکن آپ کے اراکین میں سے بعض اصحاب ایسے ہیں مثلاً مولانا ظفر علی خان صاحب جو یقین رکھتے ہیں کہ ارتداد کی سزا قتل ہے اور ارتداد سے تنسیخ نکاح لازم آتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سرکاری تائید حاصل ہونے کے بعد ایسے اصحاب اڑ بیٹھیں کہ یہ دفعہ اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔ سید صاحب نے فرمایا۔ مولوی ظفر علی خان صاحب دو تین دن کے لئے ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہیں ...... تین چار دن کے بعد مولانا ظفر علی خان صاحب بھی ان اصحاب کے ہمراہ تشریف لائے۔ میں نے گزارش کی کہ آپ نے ۱۹۲۴ء میں مولوی نعمت اللہ خان کی کابل میں سنگساری کے موقع پر چند مقالے زمیندار میں شائع کئے تھے جن میں آپ کا موقف تھا کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ اگر اس موقع پر بھی آپ کا وہی موقف ہوا تو مسوّدہ قانون کی دفعہ متنازعہ کی آپ مخالفت کریں گے اور آپس میں آراء کا اختلاف ہوگا۔ اس پہلو پر ابھی سے غور ہو جانا چاہئے۔ مولانا ہنس دئے اور فرمایا، وہ اور بات تھی یہ اور بات ہے۔ آپ سرکاری اراکین کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کریں، ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ میں نے کیبنٹ میں سوال اٹھایا کہ اس معاملہ میں سرکاری اراکین کے غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ میری غیر حاضری میں کیا گیا تھا۔ میرے رفقاء میری بات سن لیں پھر جو چاہیں فیصلہ کریں .... میں نے گزارش کی کہ اسلام آزادیٔ ضمیر کا حامی ہے۔ تبدیلیٔ عقیدہ بے شک گناہ اور اخلاقی اور روحانی جرم ہے لیکن اس کی جسمانی سزا کوئی نہیں۔ اگر ایک مسلمان عورت اسلام کو ترک کر کے کوئی ایسا دین اختیار کرتی ہے جس کی متبعین عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے تو تبدیلیٔ عقیدہ سے خود بخود نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو تو بہت سی قباحتیں لازم آتی ہیں۔ جن کی میں نے مثالیں دیں۔ ...... اسلامی قانون اور اسلامی شریعت کی تعبیر کرنا مسلمان کا کام ہے۔ اگر موجودہ صورت میں سرکاری اراکین غیر جانبدار رہیں تو اسمبلی میں چونکہ کثرت رائے غیر مسلم اراکین کی ہے مسودہ قانون کی یہ دفعہ ردّ ہو جائے گی۔ اور گویا عملاً اسلامی شریعت کی تعبیر غیر مسلم اراکین کی رائے کے مطابق ہو گی جو صریح ناانصافی اور زیادتی ہو گی۔ میری گزرارش سننے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ سرکاری اراکین دفعہ

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

متنازعہ کی تائید میں رائے دیں......

وقت آنے پر میں نے اسمبلی میں متعلقہ مسائل کی وضاحت کی ان میں بنیادی مسئلہ مرتد کی سزا کا تھا جس پر میں نے تفصیلی بحث کی۔ اجلاس کے ختم ہونے پر میں اسمبلی سے باہر جا رہا تھا کہ مسٹر ایم۔ ایس۔ اینے نے مجھے ٹھہرالیا اور مبارک باد دی۔ کہا کہ آج تم نے اپنے دین کی وہ خدمت کی ہے جو یادگار رہے گی۔ تم نے ہمارا تصور اسلام کے بارہ میں بالکل بدل دیا ہے۔ ہم اب تک یہی سمجھتے تھے کہ دین کے ہر معاملے میں اسلام جبر و ظلم کو روا رکھتا ہے۔ آج تم نے اسلام کی وہ تصویر پیش کی ہے جو نہایت دلکش ہے۔ فالحمد للہ"۔

(تحدیث نعمت صفحہ ۴۰۵، ۴۰۶)

☆......☆......☆

۱۹۴۴ء میں مولوی عبدالحامد بدایونی نے جماعت احمدیہ کو مسلم لیگ کی ممبر شپ سے محروم کرنے کے لئے آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں قرارداد پیش کرنی چاہی تھی اس کا کیا انجام ہوا تھا۔ مولوی ظفر علی خان لکھتے ہیں:

"آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ لاہور میں مولوی عبدالحامد بدایونی نے ایک قرارداد پیش کرنی چاہی جس کا مقصد یہ تھا کہ قادیانیوں کو مسلم لیگ کی رکنیت سے خارج کر دیا جائے۔ لیکن مسٹر جناح نے ......اس قرارداد کو پیش نہیں ہونے دیا"۔

(زمیندار یکم اگست ۱۹۴۴ء)

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ نے قیام پاکستان کی تحریک میں جو عظیم الشان خدمات سرانجام دی تھیں اب میں ان میں سے ایک ایسی عظیم خدمت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق مولوی ظفر علی خان کی ذات سے ہے اور جس کو قادیان کی مجلس احرار نے مسلم لیگ اور جماعت احمدیہ سے بطور خاص بغض کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ایک کتابچہ مطبوعہ ۱۹۴۶ء میں درج کیا ہے۔ جو اس طرح ہے کہ:

"مسٹر جناح نے کوئٹہ میں تقریر کی اور مرزا محمود کی پالیسی کو سراہا۔ اس کے بعد سنٹرل اسمبلی کے الیکشن ہوئے تو تمام مرزائیوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے۔ یہاں تک کہ جب مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار لاہور جو کسی زمانے میں مرزائیوں کے شدید ترین دشمن تھے ان کا اور مسٹر گابا کا مقابلہ ہوا۔ تو دفتر ضلع لیگ گورداسپور نے مرزا محمود احمد قادیانی کو ایک چٹھی لکھی جس میں مرزائیوں کو صاف مسلمان قوم تسلیم کیا گیا۔ (چٹھی کی نقل کے بعد لکھا ہے) اس چٹھی پر تمام مرزائی بٹالہ گئے۔ بٹالہ میں مسلم لیگی کارکنوں نے ان سے معانقے کئے۔ ووٹ مولوی ظفر علی خان کے حق میں گزارے گئے۔ دیگر بعض مسلم لیگ کے لیڈر لاہور سے بذریعہ کار تشریف لا کر یہ نظارہ دیکھتے رہے"۔

(کتابچہ مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ صفحہ ۱۸، ۱۹)

کتابچہ کے اندازِ بیان اور طرزِ نگارش سے جو شوخی اور شرارت جھلک رہی ہے اس کے پس پردہ لیڈرانِ احرار کے وہ لیگ دشمن بیانات تھے جن میں امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور صدر احرار حبیب اللہ لدھیانوی نے یہ کہا تھا:

۱......"ہم اس کے سخت خلاف ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں کی قربانی دے کر کسی یزید جیسے مسلمان کے لئے تخت سلطنت بچھایا جائے"۔

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مؤلفہ شورش کاشمیری۔ شاگرد مولوی ظفر علی خان۔ صفحہ ۱۰۹)

۲......"جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سؤر ہیں اور سؤر کھانے والے ہیں"۔

(چمنستان صفحہ ۱۶۵)

۳......"دس ہزار جینا اور شوکت اور ظفر جواہر لال کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جاسکتے ہیں"۔

(چمنستان از مولوی ظفر علی خان صفحہ ۱۶۵)

اور جب نقشۂ عالم پر پاکستان کا نام ابھر کر اجاگر بھی ہو چکا تھا اور مشرقی پنجاب کے لکھو کھہا مسلمان جن کے گھروں کو لوٹا اور آگ لگائی جاچکی تھی اور ان کی معتدبہ تعداد کو تہ تیغ کیا جاچکا تھا اور نوجوان لڑکیوں کو جبراً اغوا کر لیا گیا تھا اور جو باقی بچ گئے وہ موت سے ہراساں پریشان قافلہ در قافلہ اور کارواں در کارواں پاکستان کو رواں دواں ہو گئے۔ کچھ سرکاری کیمپوں میں پناہ گزین بن گئے اور جو کہیں بھی نہ جاسکے قادیان کو اپنا ملجاؤ ماویٰ گردان کر وہاں جاسمائے۔ یقیناً اہل قادیان نے اس بے بسی اور بے کسی کے عالم میں ان کی حفاظت اور خدمت کے جو سامان فراہم کئے وہ تاریخ پاکستان کا ایک بے مثال اور بے نظیر حصہ ہے۔ روزنامہ "زمیندار" کے صرف تین تراشے پیش خدمت ہیں:

اخبار زمیندار کا نامہ نگار خصوصی اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے:

"قادیان بیرونی دنیا سے بالکل منقطع ہو چکا ہے۔ واہگہ تک تمام راستے پُر خطر ہو چکے ہیں۔ قادیان کے مجاہدین موت سے نہیں ڈرتے۔ بلکہ وہ اس موت کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں جو منہ کھولے ہوئے ان کی طرف بڑھ رہی ہے۔ وہ صرف پناہ گزینوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو جلد سے جلد پاکستان بھیج دینا چاہتے ہیں تاکہ وہ آنے والی موت کے ساتھ بے فکر ہو کر لڑ سکیں۔

ہمارے نامہ نگار نے محکمہ حفاظت قادیان کے ماتحت کام کرنے والے نوجوانوں سے بھی ملاقاتیں کیں۔ یہ نوجوان ساری ساری رات جاگتے اور پہرہ دیتے ہیں ان میں سے اکثر کو چوبیس چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹیاں ادا کرنی پڑتی ہیں۔ ان کے بدن تھکے ہوئے، ان کی آنکھیں سوجی ہوئی، اعضاء مضمحل ہیں لیکن اس کے باوجود خوفزدہ نہیں بلکہ مسرور و شاداں نظر آتے ہیں۔ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم لاہور جانا چاہتے ہو تو وہ جواب دیتے ہیں ہم موت سے ڈر کر بھاگنا نہیں چاہتے بلکہ موت کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔

پہرہ داروں میں سے ایک نوجوان نے جس کی عمر صرف پندرہ سال کی تھی ہمارے نامہ نگار کو کہا کہ پہلے ہمارے ارد گرد سکھوں کا گھیرا تھا مگر اب ہمیں چاروں طرف موت نظر آرہی ہے۔ یہ موت کیا ہے؟ ہندو، سکھ ملٹری جو ہمیشہ اسی تاک میں رہتی ہے کہ کب موقعہ ملے تو وہ ہمیں ہلاک کردے۔ لیکن ہم موت سے نہیں ڈرتے"۔ (زمیندار ۲۷/ستمبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۲)

پھر لکھتا ہے:

"(لاہور ۹/اکتوبر) کل صبح ہندوستانی فوج کے ایک بڑے افسر نے مع تین بریگیڈیرز کے قادیان کا دورہ کیا۔ اس پارٹی کا متفقہ بیان ہے کہ قادیان کے تمام حصے صحرا کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ ہر جگہ ہُو کا عالم ہے۔ البتہ تین علاقے ایسے ہیں جہاں ایسے مسلمان دکھائی دیئے جو کفار کے مقابلہ کے لئے اپنی جانیں قربان کرنے کا عزم صمیم کر چکے ہیں۔ ان لوگوں کے چہروں سے بشاشت ٹپکتی ہے"۔

"یہ بھی خبر ملی ہے کہ پولیس نے مسلمان مجروحین اور بیماروں کو نور ہسپتال سے نکال دیا ہے۔ یہ ہسپتال ایک غیر مسلم ڈاکٹر کے حوالے کر دیا گیا ہے اور علاقوں کی مسلم خواتین کے لئے نہ خوراک کا کوئی خاص انتظام ہے، نہ انہیں طبی امداد دی جاتی ہے۔ جو کثیر التعداد مسلمان باہر سے پناہ لینے کے لئے قادیان میں جمع ہوئے تھے انہیں نکال دیا گیا ہے۔ اور پیدل قافلوں کی صورت میں انہیں پاکستان چلے جانے کا حکم دیا گیا ہے۔

ان پناہ گزینوں کی حالت بہت ابتر ہے۔ مقامی ملٹری نے انہیں خوراک دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور احمدیہ انجمن سے کہا ہے کہ وہ ان مصیبت زدوں کی خوراک کا انتظام کرے۔ چنانچہ انجمن اپنا راشن کم کر کے ان پناہ گزینوں کو خوراک دے رہی ہے۔ ابلی ہوئی گندم دی جارہی ہے"۔

(زمیندار ۱۱/اکتوبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۸)

"زمیندار" اخبار کے نامہ نگار خصوصی کی ایک رپورٹ کا ایک اقتباس عرض ہے:

"قادیان میں حالت یہ ہے کہ پولیس نے ۲۹/ستمبر کو منادی کرادی ہے کہ قادیان میں جس شخص کے گھر میں دو بوریوں سے زیادہ آٹا یا گندم ہوگی اسے فوراً گرفتار کر لیا جائے گا۔ گویا اس کا صاف طور پر مطلب ہے کہ قادیان کے لوگوں کا راشن قابو میں لے کر انہیں بھوکا مارا جائے۔ اس وقت ہزاروں پناہ گزین احمدیوں کے گھروں سے روٹیاں کھا رہے ہیں۔ قادیان کے مسلمانوں نے حکومت سے راشن کے لئے درخواست نہیں دی"۔ (زمیندار ۱۶/اکتوبر ۱۹۴۷ء)

قیام پاکستان کے بعد اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سے پہلے جس خبر کو مولوی ظفر علی خان نے نمایاں اور شاندار رنگ میں اپنے اخبار میں تصاویر سمیت پیش کیا تھا وہ جرمن فوج کا ایک سابق افسر عبدالشکور کنزے تھا۔ جو جنگی قیدی کی حیثیت میں زنداں میں احمدی ہو گیا تھا۔ اس کی پاکستان آمد پر لاہور میں اس کے شاندار استقبال اور عظیم الشان جلوس کی تصاویر تھیں جو روزنامہ زمیندار کی ایک اشاعت کی زیب و زینت بنی تھیں۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

بقیہ: خدا خوش ہو گیا از صفحہ ۹

سچی بات فرمائی ہے اور یہی زندگی اور موت کے فلسفہ کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مراجع و مصادر:

۱۔ اصحاب احمد جلد نمبر ۱۔ مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔
۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۵۔ مطبوعہ لندن

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

کوسوا (Kosovo)

(زبیر خلیل احمد۔ جرمنی)

۹۲-۱۹۹۱ء میں یوگوسلاویہ درج ذیل ریاستوں میں تقسیم ہوا تھا۔ کروشیا، سلوانیا، بازنیا، مقدونیہ (سربیا، مانٹی نیگرو)۔ اس تقسیم کے وقت کوسوا کو سربیا، مانٹی نیگرو ملک کے ایک نیم آزاد صوبہ کا درجہ دیا گیا تھا۔ جب کہ سارے ملک کو فیڈرل ریپبلک یوگوسلاویہ کا نام دیا گیا۔ اس تقسیم کے وقت ملک یوگوسلاویہ میں موجود مسلمان البانوی نژاد باشندے درج ذیل ریاستوں میں رہائش پذیر تھے ۔کوسوا کی تقریباً ۲۲ لاکھ آبادی میں ۹۰ فیصد البانوی نژاد تھے۔ مانٹی نیگرو کی سات لاکھ آبادی میں سات فیصد حصہ البانوی نژاد افراد کا تھا۔ تاہم اس کے علاوہ پندرہ فیصد مسلمان دیگر قومیتوں سے بھی تعلق رکھتے تھے۔ اسی طرح مقدونیہ کی ۲۰ لاکھ آبادی میں ۳۰ فیصد آبادی البانوی نژاد مسلمانوں کی تھی۔ اس کے علاوہ اسی ریاست میں چار فیصد ترک نژاد مسلمان بھی تھے۔

کوسوا کے البانوی مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کی کہانی بہت طویل ہے۔ یہ لوگ ایک لمبا عرصہ رومن حکومت کے زیر نگیں رہے۔ بارھویں صدی عیسوی میں سربیا کے حکمران سٹیفن نمانجے (Stefan Nemanja) نے اس ملک پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ۱۳۸۹ء میں ترک سلطنت عثمانیہ نے سربوں کو کوسوا پول جے (Koso-vo-Polje) جنگ میں عبرت ناک شکست دے کر کوسوا سمیت پورے سربیا پر قبضہ کر لیا۔ غالباً یہی وہ عبرتناک شکست فاش ہے جس کے چرچے سارے سربیا میں زندہ ہیں اور پوری قوم اس شکست کو کبھی نہیں بھولی۔ اغلب گمان ہے کہ آج کے حکمران "ملاسووچ" نے ۱۹۸۹ء میں اسی عبرتناک شکست کے چھ سو سال پورے ہونے پر یہ منصوبہ ترتیب دیا کہ تدریجاً اس علاقہ سے مسلمانوں کی نسل کو ختم کر دیا جائے۔

آج کے ترقی یافتہ اور مہذب دور میں بھی کوسوا یورپی ممالک میں طاقت حاصل کرنے کی دوڑ یا کھیل میں ایک قسم کا فٹ بال بنا ہوا ہے۔ مثلاً ۱۹۱۲ء میں اس علاقہ کو البانیہ میں شامل کر دیا گیا۔ لیکن ایک سال بعد ہی بڑی طاقتوں مثلاً آسٹریا، ہنگری، فرانس، جرمنی، برطانیہ اور روس نے مل کر البانیہ کو مجبور کر دیا کہ وہ یہ علاقہ دوبارہ سربیا کے حوالے کر دے۔ چنانچہ اسے دوبارہ سربیا میں داخل کر دیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم میں البانیہ نے کوسوا پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ تاہم جنگ کے ختم ہونے پر اسے دوبارہ یوگوسلاویہ کے حوالے کر دیا گیا۔ اور تب سے یہ علاقہ سربیا کی عملداری میں داخل ہے۔

کوسوا کے باسی اپنی آزادی کی جدوجہد بڑے عرصہ سے کر رہے ہیں۔ اس جدوجہد کے نتیجہ میں انہیں ۱۹۸۱ء سے یوگوسلاویہ کے ظلم و ستم کچھ زیادہ ہی سہنے پڑ رہے ہیں۔ ۱۹۸۷ء کے انتخابات میں ملاسووچ نے البانین نژاد کوسوان کے خلاف بھرپور پراپیگنڈہ کر کے حکومت حاصل کر لی تھی۔ ۱۹۸۹ء میں ملاسووچ نے کوسوا کی آزادانہ حیثیت ختم کرنے کا واضح اعلان کر دیا اور کوسوا میں سربیائی مسلح افواج کی ایک بڑی تعداد تعینات کر دی۔ کوسوا کے تمام ذرائع ابلاغ پر پابندی عائد کر دی اور البانین زبان کی تعلیم اور ترویج کو ممنوع قرار دے دیا۔ یوگوسلاوین حکومت کے ان اقدامات کی روشنی میں البانوی نژاد باشندوں میں آزادی کی جدوجہد کی آگ مزید بھڑک اٹھی اور انہوں نے اس جدوجہد آزادی کو موثر رنگ میں آگے بڑھانے کے لئے اپنی علیحدہ فوج بھی قائم کر دی جس کا نام "کوسوا لبریشن آرمی" (KLA) رکھا۔

کوسوا کا علاقہ بلقان علاقہ میں عجیب و غریب حیثیت رکھتا ہے۔ اکثر و بیشتر اس علاقہ کی وجہ سے پورے بلقان علاقہ کا نقشہ تبدیل ہوتا رہا ہے۔ تاہم موجودہ صورت حال میں ایک تکلیف دہ واقعہ جو کہ اس علاقہ کے ساتھ رونما ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ۹۲-۱۹۹۱ء میں جب یوگوسلاویہ کی مختلف ریاستوں کو ان کی مخصوص لسانی آبادی کی بنا پر آزادی دی گئی تو اس وقت کوسوا ایک آزاد ریاست بننے کا مکمل اہل تھا اور اسے آزادی ملنی چاہئے تھی تاہم بعض معین وجوہات کی بنا پر اس کو بطور ریاست آزادی دینے سے انکار کر دیا گیا۔ حالانکہ اس کی آبادی کا ۹۰ فیصد البانوی نژاد مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ اندرون خانہ اس کی وجوہات یہ بتلائی گئیں کہ کوسوا کا شمالی اور مشرقی علاقہ سربیا کی تہذیب، کلچر اور تاریخی ورثہ والا علاقہ ہے اور سربیا کسی صورت بھی اسے چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔ واضح رہے کہ اس علاقہ میں سربین نے اپنی تاریخی جنگیں لڑی تھیں اور یہاں ان کی اکثر یادگاریں ہیں۔ اور غالباً یہ دنیا کی واحد قوم ہے جو کہ اپنی شکست کا جشن بھی پورے جوش و خروش سے مناتی ہے۔ اس کے پیش نظر سربین کا یہ منصوبہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے البانین نژاد باشندوں پر ظلم و ستم ڈھایا جائے تاکہ وہ آہستہ آہستہ اس علاقہ سے نکل جائیں۔ اور یہ علاقہ مکمل طور پر سربیا کے قبضہ میں آ جائے۔ تاریخی ورثہ کے ساتھ ساتھ اس علاقہ میں بعض معدنیات بھی وافر مقدار میں موجود ہیں۔ مثلاً کوئلہ وغیرہ اس علاقہ میں کافی مقدار میں موجود ہے۔

تازہ ترین حالات کے مطابق سربیا کی چالیس ہزار فوج اور پولیس کوسوا میں موجود ہے جو کہ ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہے اور اس کے ظلم و ستم کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں البانوی نژاد مسلمان دوسرے ملکوں میں ہجرت کرنے پر مجبور کر دئے گئے ہیں۔

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، آسٹریلیا)

خلا آئندہ آسٹریلیا کے تمام خطرناک مجرموں کا ڈی این اے ریکارڈ رکھا جائے گا

وسط ۱۹۹۹ء سے آسٹریلیا کی پولیس کو یہ اختیار حاصل ہو جائے گا کہ وہ ہر ملزم سے اس کے ڈی این اے کے نمونے حاصل کر سکے تاکہ اس کا قومی سطح پر رکھے ہوئے ریکارڈ (DNA Date-base) کے ساتھ مقابلہ کر کے مجرم کو شناخت کر سکیں۔ خیال ہے کہ اس طریق سے جو مجرم اب تک نہیں پکڑے جا سکے ان کی گرفتاری ممکن ہو سکے گی۔ ڈی این اے ہر انسان کے جینز کا ایک ایسا نقشہ ہوتا ہے جو انگلیوں کے نشانات کی طرح ہر شخص کا اپنا اپنا ہوتا ہے اور اسے خون، ہڈیوں، جنسی رطوبت، بالوں اور منہ کے لعاب وغیرہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کو بھی مجرموں کی شناخت کے لئے اسی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے جس طرح انگلیوں کے نشانات کو۔

ڈی این اے کی مدد سے ایک قاتل کو ڈھونڈ پکڑنے کی ایک دلچسپ مثال اخبار میں آئی ہے ۔ ۱۹۸۲ء میں ائرفورس بیس پر چیرل نامی ایک عورت کو کسی نے جنسی زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر دیا تھا۔ ملزم نہ پکڑا جا سکا۔ گو کہ اس وقت مشتبہ اشخاص کے ڈی این اے کے نمونے حاصل کر کے محفوظ کر لئے گئے تھے لیکن تب تک سائنس کے اس شعبہ نے ابھی اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ اس سے قاتل کی نشاندہی ہو سکتی۔ واقعۂ قتل کے چودہ سال بعد جب وہ ڈی این اے دوبارہ چیک کئے گئے اور ان کا قومی ڈی این اے ریکارڈ سے مقابلہ کیا گیا تو قاتل کا پتہ چل گیا۔ اس کا نام راڈنی ونٹرز تھا اور اس نے چیرل کو قتل کرنے کے جرم کا اعتراف بھی کر لیا ہے۔

اگر آپ کے زیر مطالعہ کوئی ایسی کتاب، رسالہ یا مضمون ہے جس کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ اس کا تعارف قارئین الفضل کے لئے ازدیاد علم اور دلچسپی کا موجب ہوگا تو حسب حال اس کا خلاصہ یا اس کے اہم اقتباسات (مع مکمل حوالہ) یا اس پر تبصرہ لکھ کر ہمیں بھجوائیں۔ (ادارہ)

ضروری اعلان

۱۴؍ستمبر ۱۹۹۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرنچ زبان کے پروگرام سوال و جواب کے دوران ایک دوست کے سوال پر کہ Psychokinesis کو سائنس دان نہیں مانتے، حضور نے جو جواب ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض سائنس دان نہیں مانتے مگر دوسرے سائنس دان مانتے ہیں۔ یہ ایک سائنٹفک حقیقت ہے تاہم احمدی سائنس دانوں کو چاہئے کہ خود اس پر تجربات کریں اور سائنٹفک بنیادوں پر اس کو ثابت کریں۔

Psychokinesis سے مراد ہے کہ ذہنی و نفسیاتی طاقت (Energy) سے مادہ (Matter) کو متاثر کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ذہنی توجہ سے اور ذہن کی طاقت سے بغیر مادی طاقت استعمال کئے ٹھوس مادی چیزوں میں حرکت پیدا کی جا سکتی ہے، ان کو توڑا جا سکتا ہے یا ان کی شکل تبدیل کی جا سکتی ہے۔ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس علم کو تسلیم کیا ہے اور الہامی بنیاد پر اس کا نام عمل الترب رکھا ہے (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۵۹)۔ بعض احمدی احباب Psycho-kinesis کا مشاہدہ کر چکے ہیں اور بعض خود صاحب تجربہ ہیں۔ اعلان ہذا کے ذریعہ تمام احمدی احباب خصوصاً سائنس دانوں اور دلچسپی و تجربہ رکھنے والے دوستوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ اپنے سابقہ مشاہدات اور تجربات خاکسار کو بھجوائیں۔ نیز احمدی ماہرین اور سائنس دان اس سلسلہ میں مزید تجربات کریں۔ اس کا ریکارڈ رکھیں اور خاکسار کو بھجوائیں۔

اس سلسلہ میں یہ بات احباب کی دلچسپی کا موجب ہو گی کہ اس وقت دنیا بھر میں Psychokine-sis میں صرف ماہرین نفسیات ہی نہیں ماہرین نباتات اور ماہرین طبیعات بھی بڑے انہماک سے دلچسپی لے رہے ہیں۔ مرکز میں متعلقہ معلومات "ادارہ تحقیق عمل الترب" جمع کر رہا ہے۔

(وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ۔ برائے "ادارہ تحقیق عمل الترب")

فرانکفورٹ میں خواتین اور بچیوں کے پاکستانی وانڈین، سلے اور ان سلے سوٹوں کی جدید ترین ورائٹی کا مرکز

BB Bela Boutique —— بیلہ بوتیک

☆ موسم گرما کے لئے سٹیپل، کاٹن، لیلن، واش اینڈ ویئر اور لان
☆ عروسی ملبوسات میں غرارہ، لہنگا، راجستھانی فراک کے علاوہ شلوار، کرتا اور پشواش کی ورائٹی
☆ گرمیوں کی زنانہ سینڈل اور چپلیں، چوڑیاں، میچنگ جیولری۔ ہر طرح کے زنانہ لباس کی سلائی کا انتظام
☆ ہول سیل کی سہولت

Tel: 069/24279400 - 01702128820

Kaiserstr 64, Frankfurt a. M. (دوکان نمبر ۲۹۔ ہمراہ رائل جیولرز)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,
6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ

حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ فروری ۱۸۹۰ء میں محترم پیر میاں عدل دین صاحب کے ہاں پیدا ہوئے- ستمبر ۱۹۰۵ء میں آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی سعادت عطا ہوئی اور ۳/ستمبر ۱۹۷۹ء کو آپؓ نے وفات پائی- روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۹ و ۲۰ اگست ۹۸ء میں آپؓ کا ذکر خیر مکرم عبدالرشید احمد شاہد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے-

محترم پیر میاں عدل دین صاحب اپنے علاقہ میں اپنے پیر کی جانب سے خلیفہ نامزد کیے گئے تھے اس لئے انہیں بھی بہت احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور لوگ دور دور سے ان کی زیارت، دعا اور دوسرے کاموں کے لئے آیا کرتے تھے- ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے بیٹے گدی نشین ہوگئے اور چھوٹے بیٹے حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ نے جلد ہی حضرت مسیح موعودؑ کی غلامی قبول کر کے اپنے باپ دادا کے کاروبار سے لاتعلقی کا اظہار کر دیا- تاہم تب بھی لوگ آپؓ سے اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کروایا کرتے تھے اور آپؓ علاقہ میں قاضی جی کے نام سے شہرت رکھتے تھے-

آپؓ کے قبولِ احمدیت کا واقعہ یوں ہے کہ انیسویں صدی کے آخر میں جب حضرت اقدسؑ کے دعویٰ کا بہت شور تھا تو آپؓ کے علاقہ کے بہت سے لوگ احمدی ہوگئے جن میں آپؓ کے ایک رشتہ دار بھی شامل تھے- چنانچہ آپؓ کے کانوں میں اکثر حضرت اقدسؑ کے الہامات اور پیشگوئیاں پہنچنے لگیں- انہی پیشگوئیوں میں سے ایک زلزلہ کے آنے کے بارے میں تھی- چنانچہ جب وہ قیامت خیز زلزلہ آیا جس نے آپکے علاقہ میں بھی تباہی مچادی اور لوگوں کی توجہ بڑے زور سے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف ہوئی تو آپؓ نے باوجود ابھی بیعت نہ کرنے کے احمدیوں کے ساتھ ہی نماز پڑھنی شروع کردی- پانچ چھ ماہ بعد آپؓ ایک احمدی بزرگ کے ساتھ قریباً ۲۵ میل پیدل فاصلہ طے کر کے قادیان پہنچے اور لنگر خانہ میں قیام کیا- جتنا آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کے دیدار کا اشتیاق تھا اتنا ہی انتظار طویل لگ رہا تھا کیونکہ آپؓ کی خواہش تیسرے روز پوری ہوئی جب حضورؑ بعض صحابہؓ کے ساتھ مسجد اقصیٰ تشریف لے جارہے تھے- آپؓ نے بھاگ کر مصافحہ کیا تو حضورؑ نے نہایت محبت سے اپنے ساتھ بائیں طرف لگالیا- آپؓ اپنی دلی محبت سے حضورؑ سے چمٹ گئے اور حضورؑ بڑی شفقت سے آپؓ کے سر اور کمر پر ہاتھ پھیرتے رہے اور تھوڑی دیر بعد آگے چل پڑے- حضرت اقدسؑ کی اقتداء میں آپؓ نے نماز ظہر ادا کی اور پھر جب حضورؑ صحابہ سے گفتگو فرمانے لگے تو آپؓ نے حضورؑ کا جسم دابنا شروع کردیا- کچھ دیر بعد بعض دوستوں کی خواہش پر حضورؑ نے بیعت لی اور دعا کروائی- بیعت کے بعد آپؓ مزید دو دن قادیان رہ کر واپس اپنے گاؤں آگئے-

حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ کو حضرت اقدسؑ کی زیارت کا شوق بارہا قادیان لے گیا- مارچ ۱۹۰۶ء کے لگ بھگ آپؓ کے گاؤں میں اور اس کے ارد گرد طاعون کی وبا بہت پھیل گئی- آپؓ کو یقین تھا کہ حضرت اقدسؑ کی بیعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپؓ کو اس وبا سے محفوظ رکھے گا- چنانچہ جب مُردوں کو نہلانے کے لئے کوئی اور تیار نہ ہوتا تو آپؓ اپنے ایک غیر احمدی دوست کے ساتھ مل کر یہ خدمت بجالاتے- چند دن کے بعد آپؓ کا دوست بھی طاعون سے فوت ہوگیا- اور پھر ایک روز آپؓ کو بھی بیماری محسوس ہونے لگی اور پھوڑا نکلنے لگا، بخار اور درد کی وجہ سے کھانا پینا موقوف ہوگیا- یہ دیکھ کر آپؓ کی والدہ گھبرا گئیں اور اگلے روز آپؓ کی حالت دیکھ کر تو انہوں نے باقاعدہ رونا شروع کردیا- جبکہ آپؓ کے دل میں اطمینان تھا کہ طاعون آپؓ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی چنانچہ آپؓ نے اپنی والدہ کو تسلّی دی- پھر پھوڑے پر جونکیں لگوائی گئیں اور کچھ جڑی بوٹیوں سے علاج کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کامل شفا عطا فرمادی-

آپؓ بیان کرتے ہیں کہ جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء کے موقع پر مسجد اقصیٰ میں حضورؑ تقریر فرمارہے تھے جب مسجد بالکل بھر گئی تو کچھ لوگ اُس دیوار پر چڑھ کر بیٹھنے لگے جس کے دوسری طرف آریہ رہتے تھے- ایک آریہ نے بلند آواز سے اُن لوگوں کو بُرا بھلا کہا اور گالیاں دیں کہ نیچے اُترو- کسی نے یہ بات تقریر کے دوران حضورؑ تک بھی پہنچادی تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ آریہ لوگ ہمارے ہمسائے ہیں، اِن کو کیوں دکھ دیتے ہو، نیچے اتر آؤ- چنانچہ سب لوگ نیچے اتر آئے اور سکڑ کر بیٹھ گئے-

جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء کے موقع پر، دار مسیح کے اُس صحن میں جس میں بعد میں حضرت امّ طاہر رہا کرتی تھیں، مہمانوں کو باری باری کھانا کھلایا جارہا تھا- جب آپؓ کی باری آئی تو اتفاقاً حضرت اقدسؑ بھی تشریف لے آئے اور یہ دیکھ کر کہ پہلے کھانا کھانے والے اپنے پیالوں میں کچھ دال باقی چھوڑ گئے ہیں، فرمایا "ہمارے لنگر کی دال بھی پی لیا کرو"- چنانچہ وہاں موجود تمام لوگوں نے تعمیل ارشاد میں وہ پیالے اٹھا اٹھا کر اسی وقت دال پی لی-

ایک موقع پر جب ایک بڑا افسر حضورؑ سے ملاقات کی غرض سے قادیان آیا اور اُس کے لئے ایک خیمہ نصب کیا گیا تو اگلے روز حضورؑ اُس سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے- بہت سے احباب بھی ہمراہ ہولئے جن میں حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ بھی شامل تھے- راستہ میں ایک جگہ حضورؑ نے ایک درخواست قبول فرماتے ہوئے تمام احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمایا- جب احباب مصافحہ کر رہے تھے تو آپؓ ایک بار مصافحہ کر کے دوبارہ قطار میں شامل ہوگئے اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا- پھر تیسری دفعہ قطار میں شامل ہونے لگے تو ایک اور دوست نے آپؓ کو پکڑ کر روکا- یہ واقعہ چونکہ حضرت اقدسؑ کے بالکل سامنے کچھ فاصلہ پر ہو رہا تھا اس لئے حضورؑ نے مسکرا کر دوسرے صاحب سے فرمایا "کیوں روکتے ہو، آنے دو"- چنانچہ آپؓ نے تیسری دفعہ شرف مصافحہ حاصل کیا اور بیان کرتے ہیں کہ اس مصافحہ سے جو خوشی حاصل ہوئی وہ اس سے پہلے دو دفعہ کے مصافحہ سے حاصل نہیں ہوئی تھی کیونکہ اس بار خود حضورؑ کی اجازت شامل تھی- پھر حضورؑ آگے روانہ ہوئے تو اُس افسر کا ایک ماتحت دوڑتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ میرا افسر کہتا ہے کہ حضورؑ میری ملاقات کے لئے یہاں نہ آئیں، میں خود حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا- حضورؑ یہ بات سن کر اُسی وقت واپس چل پڑے-

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی اطلاع آپؓ کے گاؤں میں مغرب کے بعد پہنچی اور وہاں سے ایک قافلہ فوری طور پر پیدل قادیان روانہ ہوا اور مسلسل چلتا ہوا اگلے روز جب قادیان پہنچا تو حضرت اقدسؑ کی تدفین ہوچکی تھی- چنانچہ یہ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت کر کے واپس گاؤں آئے- خلافتِ اولیٰ کے دوران میں بھی آپؓ کو کئی بار قادیان جانے کا موقع ملا- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر بھی آپؓ کے گاؤں سے ایک قافلہ رات عشاء کے بعد پیدل روانہ ہوا اور اگلی صبح نو بجے قادیان پہنچا اور پانچ دن وہاں مقیم رہا-

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ حضرت میاں صاحبؓ جون ۱۹۱۹ء میں اپنی والدہ کی وفات کے بعد کاروبار کے لئے امرتسر چلے گئے اور جولائی ۱۹۲۲ء میں آپؓ کی شادی ہوئی- آپؓ بارہا چھوٹے چھوٹے واقعات حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بیان فرمایا کرتے تھے اور ایک بات خاص طور پر کہا کرتے تھے کہ "حضرت مسیح موعودؑ کے چہرے پر اتنا نور تھا کہ اُس کی طرف زیادہ دیکھا نہیں جاتا تھا"-

-......☆......☆......☆......-

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب

حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری کا ذکر خیر قبل ازیں ۲۲/نومبر ۹۶ء اور ۱۴/مارچ ۹۷ء کی اشاعت میں اسی کالم میں کیا جاچکا ہے- آپ کی سیرت کے بعض پہلو مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۷/۲ اگست ۹۸ء میں شامل اشاعت ہیں-

محترم مولانا غلام باری سیف صاحب نے بیان کیا کہ ایک بار مولوی صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارے کتنے بچے ہیں- میں نے عرض کیا صرف لڑکیاں ہی ہیں- اس پر ایک ساتھی نے کوئی چُبھتا ہوا فقرہ کہا- بات آئی گئی ہوگئی لیکن اگلے روز حضرت مولوی صاحب خود مجھے ملے اور بڑے پیار سے فرمایا کہ اس وقت مجھے تمہارے دوست کے اس فقرے سے بہت تکلیف ہوئی تھی- چنانچہ میں نے خدا سے بہت دعا کی ہے اور مجھے یقین ہے (یا فرمایا کہ مجھے بشارت ملی ہے) کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد نرینہ عطا فرمائے گا- چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کئی بیٹے عطا فرمائے-

محترم مولوی عبدالمنان صاحب جب فیصل آباد میں مربی متعیّن تھے تو حضرت مولوی صاحب بھی اکثر وہاں آیا کرتے تھے- آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی صاحب تہجّد میں بہت باقاعدہ تھے اور ایک رات بہت دیر سے سونے کی وجہ میں نے دل میں گمان کیا کہ آج مولانا صاحب تہجّد کے لئے نہیں اُٹھ سکیں گے لیکن جب میری آنکھ کھلی تو آپ بڑی رقت سے نماز تہجّد ادا کر رہے تھے-

حضرت مولوی صاحب کے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ ایک بار آپ نے اپنی کلاس کو بتایا کہ مجھے ایسے طلباء اچھے لگتے ہیں جو استاد سے ایک ذاتی گہرا اور بے تکلّفی کا تعلق قائم کر لیتے ہیں اور ہم اپنے استاد حضرت مولوی روشن علی صاحبؓ سے اس قدر بے تکلف تھے کہ اکثر اُن سے قرض بھی مانگ لیا کرتے تھے اور وہ بلا کسی سوال کے پوچھنے کے رقم دے دیا کرتے تھے- تین چار دن کے بعد میں حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دس روپے بطور قرض مانگے- آپ نے رقم دے کر فرمایا تمہیں یہ رقم کیوں چاہئے؟- میں نے عرض کیا، کیا حضرت مولوی روشن علی صاحبؓ آپ سے یہ سوال کیا کرتے تھے؟- اس پر آپ خوب ہنسے اور فرمایا تم میرا امتحان لینے آئے ہو- جب میں نے رقم واپس کی تو فرمایا اسے چائے وغیرہ میں استعمال کرلو-

-......☆......☆......☆......-

ماہنامہ "انصاراللہ" ستمبر ۹۸ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کی ایک نظم کے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں-

دشتِ غرب میں مرے ذرّوں کی تابانی بھی دیکھ
اور وطن میں اپنے، میرے خوں کی ارزانی بھی دیکھ
اے ستم ایجاد! اپنے ہر ستم کے باوجود
میری جمعیّت بھی دیکھ، اپنی پریشانی بھی دیکھ
آتشیں لمحوں کی بھٹی گو اذیّت ناک تھی
اب ذرا لیکن مرے سونے کی تابانی بھی دیکھ
دیکھ میری آنکھ میں عین الیقین حق الیقین
اور اپنے دیدۂ حیراں کی حیرانی بھی دیکھ

-......☆......☆......☆......-

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

16/04/99 - 22/04/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 16th April 1999
29th Zul Hajj 1419

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No.18 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 98 Rec: 07.11.95 (R)
02.00 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec: 18.07.86
03.20 Urdu Class: With Huzoor (R)
04.25 Learning Arabic: Lesson No.36 (R)
04.40 Homeopathy Class: Lesson No.24 Rec: 11.07.94
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Quran Pronunciation Lesson No.18
07.05 Saraiky Programme: Tarjumatul Quran Class, Rec.15.09.94
08.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.98 (R) Rec: 07.11.95
09.30 Urdu Class: With Huzoor (R)
10.35 Indonesian Service:
11.05 Bengali Service: Institution of Khilafat,.....
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Darood Shareef
13.00 Friday Sermon - LIVE
14.20 Rencontre Avec Les Francophones: Rec:11.04.99
15.20 Friday Sermon: Rec:16.04.99 (R)
16.25 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt5
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class (New): with Huzoor Rec:14.04.99
19.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 99 Rec: 08.11.95
20.45 MTA Belgium: Children's Class, No.28
21.20 Medical Matters: Al-Fazl Forum, Part 2
21.50 Friday Sermon: Rec.16.04.99 (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones: (R)

Saturday 17th April 1999
30 Zul Hajj 1419

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt 5
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No. 99 (R)
02.10 Friday Sermon: Rec:16.04.99 (R)
03.15 Urdu Class(New): (R)
04.20 Computers for Everyone: Part 106 (R)
04.55 Rencontre Avec Les Francophones (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Let's Learn Salat Pt 5
07.20 MTA Mauritus: Le Jour Du Messie,...
08.05 Medical Matters: Al Fazl Forum Pt2 (R)
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No. 99 (R)
09.45 Urdu Class(New): (R)
10.55 Indonesian Service: Children's Corner,
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No. 19
13.05 Interview: with Saqib Zervi Sahib, Part 5
14.00 Bengali Service; Speech contest,.......
15.00 Children's Class(New): with Huzoor Rec: 17.04.99
16.10 Children's Corner: Quiz Quran Kareem No. 46
16.25 Hikayate Shereen: Story No. 4
16.35 Documentary: Shalamar Garden (Lahore)
16.55 German Service
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 16.04.99
19.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.100 Rec: 09.11.95
20.15 Al Tafeseer ul Kabir: Lesson No.37
20.45 Q/A With Huzoor: from London Rec: 15.02.98
22.25 Children's Class(New): with Huzoor (R)
23.35 Learning Danish: Lesson No.19 (R)

Sunday 18th April 1999
1st Muharram 1419

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55 Children's Corner: Quran Quiz, No.46(R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.100(R)
02.15 Interview of Saqib Zervi Sahib Part 5 (R)
03.05 Urdu Class(New): (R)
04.15 Hikayat-e-Sherreen: Story No. 4
04.25 Learning Danish: Lesson No. 19 (R)
04.50 Children's Class(New): (R)
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Quran Quiz, Part 46(R)
06.55 Q/A Session: with Huzoor Rec: 15.02.98, From London (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.100 (R)
09.50 Urdu Class (R)
10.55 Indonesian Service: Homeopathic, ...
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese: Lesson No. 121
13.00 Friday Sermon: Rec: 16.04.99
14.05 Bengali Service
15.10 Mulaqat With English Speaking Friends With Huzoor Rec.08.10.95
16.15 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog. Jalsa Seerat un Nabi, Karachi, Part 2
16.55 German Service
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 17.04.99
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.101 Rec: 14.11.95
20.30 Albanian MTA: Selected Hadith, Part 1
21.20 Dars ul Quran: No.6, Rec: 26.12.98
22.55 Mulaqat With English Speaking Guests (R)

Monday 19th April 1999
2nd Muharram 1419

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Waqf-e-Nau Jalsa, Pt2
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.101(R)
02.20 MTA USA : Children's Class With Huzoor, Rec:25.06.98
03.15 Urdu Class(New): (R)
04.20 Learning Chinese: Lesson No. 121(R)
04.55 Mulaqat With Huzoor (R)
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Waqf-e-Nau Jalsa Pt2
07.20 Dars ul Quran: Lesson No. 6(R)
08.50 Liqa Ma'al Arab Session No. 101 (R)
09.50 Urdu Class(New): (R)
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon Rec: 05.02.99
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Norwegian: Lesson No.12
13.10 MTA Sports: Cross Country Race
14.10 Bengali Service
15.10 Homeopathy Class: Lesson No. 25 Rec: 12.07.94
16.15 Children's Corner: Workshop No. 18
16.40 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Prog.
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.20 Urdu Class
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.102 Rec: 15.11.95
20.30 Turkish Prog: Introduction Of Ahmadiyyat
21.00 Quiz: Rohani Khazaine, Part 23
21.40 Documentary: Pakistan & England Cricket
22.20 Homoeopathy Class: Lesson No.25 (R)
23.30 Learning Norwegian: Lesson No.12 (R)

Tuesday 20th April 1999
3rd Muharram 1419

00.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
00.50 Children's Corner: Workshop No.18 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 102(R)
02.20 MTA Sports: Cross Country Race
03.00 Urdu Class (R)
04.20 Learning Norwegian: Lesson No.12 (R)
04.50 Homoeopathy Class: Lesson No. 25 (R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, News
06.35 Children's Corner: Workshop No.18 (R)
07.00 Pushto Programme: F/S, Rec: 26.09.97
08.05 Quiz: Rohani Khazaine, Part 23 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.102 (R)
09.50 Urdu Class (R)
10.55 Indonesian Service: Dialog, Tilawat,......
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French: Lesson No. 31
13.05 Friday Sermon: Rec: 03.02.89
14.00 Bengali Service
15.00 Mulaqat with Huzoor.
16.05 Children's Corner: Quran Pronunciation No. 20
16.30 Children's Corner: Waqfeen e Nau Session
17.00 German Service
18.05 Tilawat, Darsul Hadith
18.35 Urdu Class
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 103 Rec: 16.11.95
20.45 MTA Norway: Book Reading, Part 1
21.15 Hamari Kaenat: No.166
21.40 Mulaqat with Huzoor (R)
22.50 Learning French: Lesson No. 31(R)
23.20 Speech: by Abdul Rasheed Tabasum Sahib

Wednesday 21st April 1999
4th Muharram 1419

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News.
00.50 Children's Corner: Quran Pronunciation
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 103
02.15 Children's Corner: Waqfeen e Nau (R)
02.45 Urdu Class (R)
03.50 Learning French: Lesson No.31 (R)
04.20 Speech: by Abdul Rasheed Tabasum Sb (R)
04.55 Mulaqat with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner: Quran Pronunciation
07.05 Swahili Service: Friday Sermon Rec:12.04.96
08.15 Hamari Kaenat: No. 166 (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.103 (R)
09.45 Urdu Class (R)
10.55 Indonesian Service
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning German: Lesson No. 17
13.00 Tabarukaat: Speech by Hadhrat Maulana Abul Ata Sb, J/S Rabwah 1961
13.55 Bengali Service: F/S, Rec: 01.05.98
14.55 Mulaqat with Huzoor
16.00 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
16.20 Children's Corner: Speech Competition
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25 Urdu Class
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 104 Rec: 21.11.95
20.55 French Programme: Life of The Holy Prophet (SAW), Part 2
21.30 MTA Lifestyle: Al Maidah
21.40 MTA Lifestyle: Hunar
22.10 Mulaqat with Huzoor(R)
23.15 Learning German: Lesson No.17 (R)

Thursday 22nd April 1999
5 Muharram 1419

00.05 Tilawat, Malfoozat, News
00.55 Children's Corner: Muqabala Hifze Ishaar
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 104
02.20 Tabarrukat: Speech J/S 1961 (R)
03.15 Urdu Class (R)
04.20 Learning German : Lesson No.17 (R)
04.55 Mulaqat(R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner: Muqabla Hifz-e-Ashaar
06.55 Sindhi Program: F/S, Rec: 09.05.97
07.55 MTA lifestyle: Al - Maidah
08.15 MTA lifestyle: Hunar(R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No. 104 (R)
09.50 Urdu Class (R)
10.55 Indonesian Service:
12.05 Tilawat, News
13.40 Learning Arabic: Lesson No.37
13.55 From The Archives: Q/A with Huzoor Rec:13.12.85
14.40 Urdu Adab Ka Ahmadiyya Dabistan
15.20 Bengali Service: Friday Sermon Rec: 20.05.94
16.00 Homoeopathy Class: Lesson No.26 Rec: 18.07.94
17.00 Children's Corner: Quran Pronunciation
17.25 Children's Corner: Ilmi Programme
17.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No. 105 Rec: 22.11.95
20.50 Address Huzoor at Copenhagen University Rec: 19.09.89
21.30 Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 89
22.05 Homoeopathy Class: Lesson No.26 (R) Rec: 18.07.94
23.10 Learning Arabic: Lesson No.37
23.25 Sajray Phull: from Pakistan

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, April 16, 1999 Issue No. 16

جماعت احمدیہ Mayanmar (برما) کے
جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

جماعت احمدیہ برما اگرچہ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے قائم ہے۔ اور ملفوظات میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ ابھی خدا کے فضل و کرم سے ۹۸۔۱۹۹۷ء میں تحریک جدید میں برما جماعت کے دنیا بھر میں چھٹے نمبر پر آنے پر حضور انور ایدہ اللہ نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا لہٰذا اس خوشی کی بنا پر برما کے چونتیسویں جلسہ سالانہ کا پروگرام پورے شان و شوکت سے منانے کے لئے حضور انور کی خدمت میں مرکزی نمائندہ بھجوانے کے لئے عاجزانہ درخواست کی گئی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت منظوری عطا فرمائی اور مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب (وکیل المال ثانی) کو بطور نمائندہ بھجوایا۔

مورخہ ۲۹ رنومبر ۱۹۹۸ء کو جماعت احمدیہ برما کے چونتیسویں جلسہ سالانہ کی کارروائی نماز تہجد سے شروع ہوئی جو مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب (وکیل المال ثانی) نے پڑھائی۔ پھر نماز فجر کے بعد درس القرآن میں مکرم موصوف نے نماز تہجد کی برکات اور قبولیت دعا کے بارہ میں حضور انور کے خطبہ فرمودہ ۲۷ رنومبر ۱۹۹۸ء کے حوالہ سے تفصیلی ذکر فرمایا۔

۹ بجے پرچم کشائی ہوئی۔ پہلے مکرم چوہدری صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا اور قومی پرچم مکرم عبدالماجد صاحب نیشنل صدر جماعت نے لہرایا۔ معاً بعد مکرم چوہدری صاحب نے دعا کروائی۔ اسی طرح مکرم چوہدری صاحب کی زیر صدارت پہلا اجلاس تلاوت قرآن کریم اور نظم سے شروع ہوا۔ مرکزی نمائندہ نے افتتاحی خطاب کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ جلسہ سالانہ کی غرض و غایت اور دعائیں پڑھ کر سنائیں۔ اور خاکسار ایم سالک مبلغ سلسلہ برما، برمی زبان میں ساتھ ساتھ ترجمہ کرتا رہا۔

اس کے بعد دوسرا اجلاس مکرم عبدالماجد صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ برما کی زیر صدارت ہوا اور برمی زبان میں مختلف تقاریر ہوئیں۔ سب سے پہلے خاکسار کی تقریر "بیعت کی حقیقت اور بیعت کنندہ کا کردار" کے عنوان پر ہوئی۔ پھر مکرم اکبر احمد صاحب کی تقریر "باہمی اخوت اتفاق اور پیار و محبت اور ایک دوسرے سے حسن سلوک" کے عنوان پر ہوئی۔

مکرم ایس۔ کے۔ عبدالرحمٰن صاحب نے "دعوت الی اللہ کا بنیادی فرض اور اس کی ادائیگی کے مختلف طریق" کے عنوان پر تقریر کی۔ مکرم پی۔ای۔ وی۔ ظفر اللہ صاحب نے "اصلاح نفس اور تربیت اولاد" کے عنوان پر تقریر کی۔ مکرم ایس۔ ایچ۔ افضل صاحب، صدر خدام الاحمدیہ برما نے "نئی نسل کی ذمہ داریاں اور ہمارے فرائض" کے عنوان پر تقریر کی۔

دوسرے اجلاس کے صدارتی خطاب میں مکرم عبدالماجد صاحب (نیشنل صدر) نے "شفقت علی خلق اللہ اور بنی نوع انسان سے ہمدردی" کے عنوان پر خطاب کیا۔ معاً بعد جلسہ کی روایات کے مطابق سال گزشتہ میں وفات یافتہ مرحومین کی مغفرت کے لئے مرکزی نمائندہ مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

تیسرا اجلاس جو آخری اجلاس تھا مرکزی نمائندہ کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم چوہدری صاحب نے اختتامی خطاب میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ۱۸۹۷ء کے جلسہ سالانہ کے خطاب کے مختلف حصے خلاصۃً بیان کئے اور تذکرۃ الشہادتین سے چند نصائح اور جماعت احمدیہ کے آئندہ غلبہ کے متعلق بعض پیشگوئیاں پڑھ کر سنائیں۔ آخر پر دعا کروائی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

جلسہ کی حاضری ۲۵۰ مرد و زن رہی۔ الحمد للہ یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔ مستورات کے لئے مشن ہاؤس کے اوپر کی منزل پر انتظام کیا گیا تھا اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ ایم ٹی اے اور جلسہ کی کارروائی دیکھنے اور سننے کا انتظام کیا گیا۔ ایم ٹی اے کے لئے ویڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی۔

مرکزی نمائندہ کا یہ دورہ ۲۰ دن تک جاری رہا اور انتہائی مفید اور بابرکت رہا۔

(رپورٹ: محمد سالک، مبلغ انچارج برما)

"اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے"

(ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مختصر عالمی خبریں

مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری

افریقہ میں ۱۹۹۸ء میں ایڈز سے ۲۰ لاکھ افراد ہلاک ہو گئے

(افریقہ): عالمی ادارہ صحت کی اقوام متحدہ کو پیش کردہ سالانہ رپورٹ کے مطابق سال ۱۹۹۸ء میں افریقہ میں ایڈز کی بیماری سے ۲۰ لاکھ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ افریقہ میں یہ بیماری بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ہر روز تقریباً ۱۵۰۰ افراد ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ایشیا کے بارہ میں رپورٹ میں درج ہے کہ ۱۹۹۸ء میں ایڈز کے متاثرین کی تعداد میں ۸ لاکھ ۲۰ ہزار افراد کا اضافہ ہوا ہے۔

☆......☆......☆

ہر تیسرا پاکستانی ڈیپریشن اور اعصابی کھچاؤ کا شکار ہے (بی بی سی)

بی بی سی کی ایک رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ایک حالیہ سروے کے مطابق پاکستان میں اس وقت ہر تیسرا شخص ڈیپریشن یا اعصابی کھچاؤ کا شکار ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پچھلی ایک دہائی میں پاکستان میں سکون بخش دواؤں کے استعمال میں دو سو سے ڈھائی سو گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ ماہرین سکون بخش دواؤں اور منشیات کے پھیلاؤ کی کئی وجوہات بیان کرتے ہیں لیکن سب سے بڑی دو وجوہات:

۱......عدم تحفظ کا انفرادی اور اجتماعی احساس

۲......بیروزگاری

اگر یہ دونوں وجوہات کسی فرد یا گھرانے پر ایک ساتھ نازل ہو جائیں تو پھر ذہن خودکشی کے لئے خود بخود زرخیز ہو جاتا ہے۔ روزانہ اخبارات میں ریل کی پٹڑی پر سر رکھ کر مرنے، کیمیکل پی کر جان لے لینے، خود کو گولی مارنے یا پھندے سے لٹک جانے کا ایک نہ ایک واقعہ ضرور ہوتا ہے اور اب نیا رجحان خود سوزی کا پیدا ہو رہا ہے۔

☆......☆......☆

۱۹۹۸ء میں پاکستان میں ۵۸۹۱ قتل اور ۳۵ بم دھماکے ہوئے

انجمن حقوق انسانی سندھ کے چیئرمین عبدالطاہر انصاری کی جانب سے سال ۱۹۹۸ء کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس سال بھی پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال غیر تسلی بخش رہی۔ ملک بھر میں ۵۸۹۱ افراد قتل ہوئے۔ ملک بھر میں ۳۵ بموں کے دھماکے ہوئے جن میں ۷۰ کے قریب افراد ہلاک اور تین سو زخمی ہوئے۔

ملک میں بیروزگاری میں اضافہ ہوا۔ بیروزگار نوجوانوں کی تعداد ۵۲ لاکھ ہو گئی۔ سال کے دوران ملک بھر میں ۸۰ لاکھ بچوں سے عارضی اور کل وقتی مشقت لی گئی اور ۲۷۵۰ بچے جیلوں میں بند ہیں۔

ملک بھر میں منشیات کے ۳۶ ہزار مقدمات درج ہیں۔

☆......☆......☆

ہر سال ۷۰ لاکھ افراد کینسر کا شکار ہوتے ہیں

ڈاکٹر طارق پرویز انچارج شعبہ کینسر سروسز ہسپتال لاہور اور چیئرمین پاکستان سوسائٹی فار کینسر کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں ہر سال ۱۰۲ کروڑ کینسر کے مریضوں کی تشخیص ہوتی ہے۔ جن میں ۷۰ لاکھ افراد کینسر کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے دو تہائی کا تعلق ترقی پذیر ممالک سے ہے۔

☆......☆......☆

اب تک عراق پر ۴۹۸۰۰ کلوگرام وزنی بم گرائے گئے ہیں

(برطانیہ): برطانوی وزیر دفاع جارج رابرٹسن نے گزشتہ دنوں پارلیمنٹ کے ایک اجلاس میں بتایا کہ خلیج کی جنگ کے دوران عراق پر ۲۸۵۶۰ کلوگرام وزنی بم گرائے گئے تھے لیکن اس کے بعد سے لے کر اب تک آپریشن ڈیزٹ فوکس کے دوران چار ماہ میں ۲۰۵۲۰ کلوگرام وزنی بم گرائے گئے۔

☆......☆......☆

عید منانے کا نیا انداز

(سعودی عرب): سعودی شہریوں نے عیدالفطر کے موقع پر خوشی کا اظہار کرنے کے لئے ۲۵۰ ٹن اعلیٰ قسم کے چاکلیٹ کھا کر ۲۴۶ ملین ڈالر خرچ کئے۔ ایک سعودی اخبار کے مطابق رمضان المبارک کے اختتام پر سعودی باشندوں نے لاکھوں ڈالر کے چاکلیٹ خریدے۔

(نوائے وقت کراچی ۲۳ رجنوری ۱۹۹۹ء)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔